پھولوں کی طرح لب کھول کبھی
خوشبو کی زباں میں بول کبھی
آؤ بیت بازی کریں
پسند فرمودہ
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن صاحب مفتاحی زید مجدہ
امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش
مؤلف
سید ابراہیم حسامی حیدرآبادی
فاضل دارالعلوم دیوبند

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　　　　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈمن "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈمن کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی و غیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈمن سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈمن سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہرگز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117	0343-7008883	0333-8033313
محمد سلمان سلیم	پاکستان زندہ باد	راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد　　　　　　　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

SULMAN Online Shopping Centre

مشہور و معروف اور نامور شعراء کے کلام سے ماخوذ، دل کو چھو لینے والے، اثر انگیز، بہترین، دلچسپ اور پسندیدہ تقریباً ایک ہزار اشعار کا حسین گلدستہ
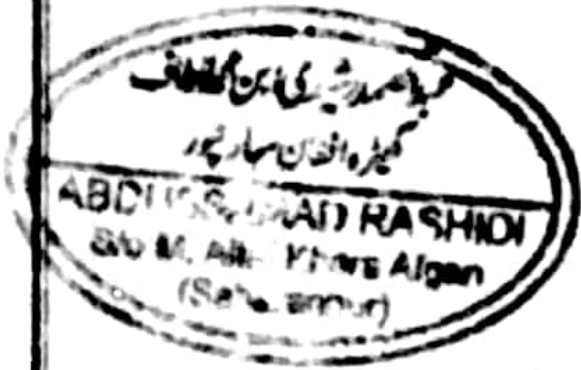
آؤ بیت بازی کریں

پسند فرمودہ

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی زید مجدہٗ

امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش

مرتب

سید ابراہیم حسامیؔ حیدرآبادی

فاضل دار العلوم دیوبند

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : آؤبیت بازی کریں

مرتب : سید ابراہیم حسامی حیدرآبادی

سن اشاعت : ۲۰۱۱ء مطابق ۱۴۳۲ھ

باراول : ....

کمپوزنگ : حراء کمپیوٹرس (اشرف علی قاسمی 09719511183)

مطبع : ....

ناشر : کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

قیمت : ....

ملنے کے پتے

دیوبند کے تمام کتب خانوں پر دستیاب ہے

دکن ٹریڈرس سنا بل بک ڈپو، مکتبہ ابن کثیر مغل پورہ حیدرآباد

مرتب کتاب: 09396227821

مکتبہ عمر فاروق صالحین کالونی حیدرآباد

نعت شریف

نتیجہ عشق

قطب دکن امیر ملت اسلامیہ حضرت مولانا محمد حمید الدین صاحب عاقل حسامی رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد وسابق امیر ملت اسلامیہ آندھراپردیش، ہند

تاج شاہی بھی ٹھوکر میں اپنے رہا، جب کہ دل سے غلام نبی ہو گئے

ان کے در کی فقیری جو ہم کو ملی، دونوں عالم سے ہم بھی غنی ہو گئے

جن کے معبود تھے پتھروں کے صنم، بت کدہ بن گیا تھا خدا کا حرم

ترے فیض صحبت سے اے شاہِ دیں، وہ بھی سرتا پا خود بندگی ہو گئے

صدق صدیقؓ بھی عدل فاروقؓ بھی، سب انہیں کے ہے فیض کرم کا اثر

یہ غلامی میں آئے غنیؓ ہو گئے، وہ فدائی بنے تو علیؓ ہو گئے

عرش پر گھومتی فرش پر گونجتی ، اہل دل کی تھی دھڑکن بلالیؓ اذاں

جب سیاہ فام حبشیؓ نے تھامے قدم، لطف سرکار سے سیّدی ہو گئے

کون تھا جانتا کون تھا مانتا، ہم تو گمنامیوں کے اندھیرے میں تھے

ان کے ذکر مبارک کی برکت ہے یہ، ہم بھی عاقل جواب عالمی ہو گئے

کام کرنا ہی
کامیابی پہنچ اور کامیابی
پہنچ نہ کرنا بڑی ہیچ نہیں سے
پہنچ سکے جاؤ سے کر نام خدا
(امجد حیدرآبادی)

انجام اس کے ہاتھ ہے آغاز کرکے دیکھ
بھیگے ہوئے پروں سے ہی پرواز کرکے دیکھ
(نواز دیوبندی)

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو ان تمام شعراء کرام کی طرف منسوب کرتا ہوں کہ جن کے علمی، اخلاقی، اصلاحی اور ایمانی اشعار نے سینوں میں قلوب کو زندہ اور عقل وشعور کو بیدار کیا۔

اپنے شعر وسخن کے ذریعہ انقلاب پیدا کرنے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دھاروں کو مضبوط کرنے والی شخصیات خصوصاً واعظ دکن سابقہ امیر ملت حضرت مولانا محمد حمید الدین عاقل صاحب حسامیؒ (بانی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد) اور ستونِ دکن عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی (امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش) کے ساتھ ساتھ استاذ الشعراء جناب الحاج رحمٰن جامیؔ صاحب حیدرآبادی کے نام بھی منسوب کرتا ہوں کہ جن کی شفقتوں اور سرپرستی نے اس نالائق کو کچھ کام کے لائق بنایا۔

ازہر دکن منارۂ نور، دل کا سرور جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد ازہر الہند دارالعلوم دیوبند اور اپنے تمام اساتذہ کرام کے ساتھ ساتھ پیارے والدین اور کرم فرما ماموں جان جناب محمد غیاث الدین صاحب کے نام منسوب کرتا ہوں کہ جن کی رہبری وہمت افزائی نے ہر مشکل مرحلہ میں آسانی پیدا کی اور قدم قدم پر اپنی معاونت کی روشنی میں تیزگامی کے ساتھ آگے بڑھنے کا حوصلہ عنایت فرمایا۔

خاکسار جہاں سید ابراہیم حسامی

کلمات بابرکت

قدوۃ السالکین محبوب العلماء والصالحین، شاعر اسلام مداح خیرالانام
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی زید مجدہٗ
امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش

اردو زبان ایک نہایت شیریں زبان ہے اسلامیات کا بہت بڑا ذخیرہ اس زبان میں محفوظ ہے، دنیا کے بہت سے ممالک میں بولی جانے والی زبان ہے، اس سے جتنی واقفیت ہوگی اسی قدر افادہ استفادہ کا دائرہ وسیع ہوگا، پھر اگر وہ نظم میں ہو تو نہ صرف یہ کہ لطف دوبالا ہوجاتا ہے بلکہ تاثیر و تاثر میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے اور جو نثر میں طویل عبارت میں بات کہی جاتی ہے وہ نظم میں چند الفاظ میں سمٹ کر آجاتی ہے اسی لئے بہت سے اصحاب قلم نے اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے بجائے نثر کے نظم کا انتخاب کیا، یہ ذوق بھی ایک پاکیزہ ذوق ہے بشرطیکہ مقاصد عالیہ کے پیش نظر ہو، اسی جذبہ کو مہمیز کرنے کے لئے مدارس دینیہ میں خصوصاً بیت بازی کا بھی وقتاً فوقتاً پروگرام رکھا جاتا ہے۔

عزیزم سید ابراہیم سلمہ نے جہاں تقریری پروگراموں میں بھرپور حصہ لیا وہیں بیت بازی کے پروگرام میں نمایاں حصہ لیتے رہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ ''آؤ بیت بازی کریں'' کے نام سے ایک کتابچہ انہوں نے ترتیب دیا ہے، احقر نے اس کو سرسری طور پر دیکھا معروف شعراء کرام کے اشعار کو ابجد کی ترتیب پر انہوں نے مرتب فرمایا ہے اشعار کے انتخاب سے موصوف کی اسلام پسندی اور دینی پاکیزگی نمایاں ہے، اچھا انتخاب ہے۔

طلبہ اور ادبی ذوق کے احباب کے لئے اچھا سرمایہ ہے حق تعالیٰ قبول فرمائے اور سب کے لئے مفید بنائے۔ (آمین)

محمد جمال الرحمٰن

۱۹/ مارچ ۲۰۱۱ء

۱۲/ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

پاکیزہ اور صالح شعری ذوق

ڈاکٹر نواز دیوبندی، چیرمین انٹرنیشنل قلم فاؤنڈیشن

باسمہ تعالیٰ

اردو زبان ایک شیریں اور رس گھولتی زبان ہے، اس کی مٹھاس سے ہر ذی شعور واقف ہے اور اگر اس زبان کو شعر کے سانچے میں ڈھال دیا جائے تو اس کی مٹھاس اور لذت دوبالا ہوجاتی ہے، اس لئے کہ شعر صرف ایک بات ہی نہیں بلکہ شاعر کا خون جگر ہوتا ہے، زندگی کے تمام نشیب و فراز، غم اور خوشی کے جذبات واحساسات کو شاعر فکر و نظر کے اہم وعمیق مطالعہ اور کئی مراحل سے گذر کر شعری سانچے میں ڈھالتا ہے۔

مدارس و مکاتب میں بیت بازی کے حلقوں کی وجہ سے اردو کو مزید تابندگی حاصل ہوئی ہے اور شروع ہی سے اکثر طلبہ کے اندر شعری ذوق موجزن ہوجاتا ہے، بیت بازی کے ذریعہ شعر کہنے کا بہترین سلیقہ اور ذوق پیدا ہوتا ہے جو کہ ایک مستحسن ذوق ہے۔

برادرم سید ابراہیم حیدرآبادی نے ''آؤ بیت بازی کریں'' کے نام سے یہ کتاب ترتیب دی ہے جس میں دور جدید و قدیم کے اکثر شعرائے کرام کے کلام کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ جمع کیا ہے، کسی بھی دیوان کو پڑھ کر اس سے عمدہ اشعار کا انتخاب کرلینا معمولی کام نہیں، یہ سمندر میں غوطہ زن ہوکر موتی سمیٹنے کے مانند ہے اور یہ بلند حوصلہ کی دلیل ہے۔

میں اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے اس کتاب کا مطالعہ تو نہیں کرسکا لیکن میں نے موصوف سید ابراہیم سے گفتگو کی ان کے حسن تکلم ہی سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ ان کا ذوق صالح اور نہایت پاکیزہ ہے جس سے اس کتاب کی اہمیت وافادیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے مجھے امید ہے کہ یہ کتاب بیت بازی اور شعری ذوق کی بیداری میں معاون ثابت ہوگی اور خواص و عوام میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس کتاب کو مقبولیت سے نوازے اور قارئین کیلئے مفید بنائے نیز عزیزم کو مزید کام کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے آمین

اظہار حقیقت

الحمد للہ میری گزشتہ چھ سال سے مؤلف کتاب (مولوی سید ابراہیم حسامی قاسمی) سے رفاقت رہی ہے میں نے ان ماہ و ایام میں ان کی تقریریں بھی سنی، تحریریں بھی پڑھی اور گفتگو و ملاقات میں بھی مشاہدہ کیا ہے ہر زاویے اور ہر سمت سے یہ سید صاحب سید ہی رہے، اس کم عمری میں ہر خاص و عام میں ان کا اتنا متعارف ہو جانا میں سمجھتا ہوں یہ عند اللہ وعند الناس مقبولیت کی علامت ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آں محترم کے پیچھے کوئی روحانی قوت ہے جو قدم بقدم تربیت کر رہی ہے اور درجہ بدرجہ پروان چڑھا رہی ہے، اللہ رب العزت نے مؤلف کتاب کو صحیح انداز میں زبان وقلم کے ذریعہ بات پیش کرنے کا ملکہ عطا فرمایا ہے، یہ جو بھی لکھتے ہیں اخلاص اور دل کی سچائیوں کے ساتھ ڈوب کر لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں۔ آپ حضرات کے ہاتھوں میں موصوف کی دوسری تالیف (آؤ بیت بازی کریں) کی شکل میں اردو زبان وادب کے کہنہ مشق شعراء کرام کے کلام کا حسین گلدستہ ہے، جس کا ہر شعر بلکہ ہر شعر کا ہر مصرعہ اپنے اندر معنویت لیا ہوا ہے، سنجیدہ شعر کے اندر زندگی کی سچائیوں اور حقائق سے روشناس کرانے کا فن ہوتا ہے، جب کوئی اچھا شعر پڑھنے کو یا سننے کو ملتا ہے تو روح کو طمانیت، دل کو تازگی اور ذہن کو انتہائی سکون ملتا ہے جیسا کہ موصوف محترم نے حیدرآباد، دکن کے ایک معتبر جہاں دیدہ سنجیدہ، خوش مزاج بزرگ شاعر کے کلام کو یوں پیش کیا ہے کہ ؎

دولت نہ حکومت نہ سیادت اچھی
اچھا ہے وہی جس کی ہو فطرت اچھی
جس علم سے آجائے غرور انساں میں
اس علم سے سو بار جہالت اچھی

میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب ذوق اس رسالہ کو شوق کے ہاتھوں سے لے کر قدر کی نگاہوں سے پڑھیں گے اور مؤلف کتاب کو دعیہ کلمات سے نوازیں گے۔

شاعر کو مست رکھتی ہے اک داد سخن امیر
سو بوتلوں کا نشہ اک واہ واہ میں ہے

آخر میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی پہلی تالیف (انعامی تقریریں) کی طرح مقبولیت عطا فرمائے اور موصوف کے علم وعمل میں، عمر و اقبال میں خوب برکتیں عطا فرمائے اور ان سے خلق کثیر کو مستفید فرمائیں۔ (آمین)

مرزا اسماعیل ذبیح اللہ عاقل حیدرآبادی
شریک دورۂ حدیث شریف دارالعلوم وقف دیوبند
۱۹ رمئی ۲۰۱۱ء بروز جمعرات
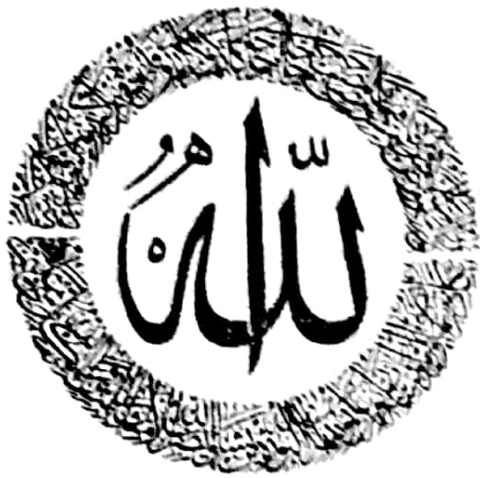
حال دل

شعر وسخن ایک ایسے پیرائے بیان کا نام ہے کہ جس کے ذریعہ اپنی قلبی کیفیت اور دلی احساس کو نہ یہ کہ صرف بیان کیا جاتا ہے بلکہ اس کا احساس دوسروں کے قلوب میں بھی پیدا کرادیا جاسکتا ہے، نثر میں بات چاہے کتنی ہی طویل ہو جائے اور اس بات کو سمجھانے اور اس میں تاثیر پیدا کرنے کے لئے الفاظ کی بھرمار کے ساتھ کئی صفحات سیاہ بھی کر دیئے جائیں مگر اسی بات کو نظم کے سانچے میں ڈھال کر صرف ایک شعر بنا دیا جائے تو اس کی اہمیت وافادیت اور تاثیر ومعنویت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ شعر ایک دلی آواز کا نام ہوتا ہے جسے شاعر بڑے ہی طرب وکیف اور بڑی ہی لگن اور جستجو کے ساتھ کہتا ہے، اندرون کے تمام جذبات اور ذہن کی حد درجہ توانائی صرف کرنے کے بعد ایک شعر وجود پذیر ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ایک شعر کے وجود پذیر ہونے میں جتنا زیادہ وقت لگتا ہے شاید اسی وجہ سے اس کی تاثیر اور قلب تک رسائی میں اتنی ہی زیادہ عجلت ہو جاتی ہے اور اگر شعر میں دل کی عمیق گہرائی، جذبات کی بھرپائی کے ساتھ ساتھ صدق وسچائی بھی شامل ہو جائے تو پھر سونے پر سہاگا ہو جائے اور اس شعر کا اثر دلوں سے نکالے نہ نکلے اسی وجہ سے علامہ اقبال نے سچ کہا تھا کہ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اٹھتی ہے گردوں پہ گزر رکھتی ہے

شاعروں کے شعر کے اندر بات کہنے کا سلیقہ ہوتا ہے، ایک خوشگوار نہج ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بات کہنے میں سلیقہ مندی پیدا ہوتی ہے، بات اگر سلیقہ سے کہی جائے تو بات

دل میں گھر کر لیتی ہے اور اگر متکلم بے سلیقہ اور اسلوب بیان کی حسن انگیزی سے ناواقف اور شریں لب ولہجہ کا حامل نہ ہو تو کلیم عاجز ایسے لوگوں کے متعلق یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ؎

بات چاہے بے سلیقہ ہو کلیم
بات کہنے کا سلیقہ چاہئے

غرض شعر صرف ایک لطف وسرور کا ہی نام نہیں بلکہ ایک پاکیزہ ذوق کے ساتھ ساتھ صوتِ جگر کا نام ہے اور اسی شعر کے سانچے میں خود کو ڈھال کر بات کرنے کا نام بیت بازی ہے۔

بیت بازی ایک فن بھی ہے، مسابقہ بھی، ذوق اور مزاج کا مطالعہ بھی، حاضر ذہنی کا غماز بھی، اور علم وادب کی کرشمہ سازبھی، بہر حال بیت بازی کے ذریعہ شعر وسخن سے لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے پھر اگر اس میں اضافہ ہو جائے تو آدمی رفتہ رفتہ دنیائے شعر وادب کا بے تاج بادشاہ بن جاتا ہے۔

میں اپنے خالق حقیقی، رحیم وکریم ذات اللہ رب العٰلمین کا بے پناہ شکر گزار اور اس کی بارگاہ عالیہ میں جبین نیاز خم کئے ہوئے ہوں کہ رب دو جہاں نے زبان وبیان سے متعلق دو خدمات اپنے اس بندۂ ناتواں سے لے لی ہیں، ایک تو اس حقیر الزماں کا تقریری مجموعہ ہے جو کئی مسابقوں میں انعام یافتہ تقاریر کا حسین گلدستہ ہے ''انعامی تقریریں'' کے نام سے شائع ہو کر بفضل الٰہی مقبولیت حاصل کر چکا ہے احقر کی یہ دوسری کاوش ہے جو شعر وسخن سے متعلق ہے، جو بیت بازی کے سلسلہ میں جمع کردہ اشعار کا بہترین مجموعہ ہے، الحمد للہ اس عاجز کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے بیت بازی کے کئی مسابقوں میں شرکت کی اور فاتح گروپ کی حیثیت سے ممتاز رہا، حیدرآباد دکن کی عظیم شخصیت امیر ملت، شاعر اسلام حضرت مولانا محمد حمید الدین صاحب حسامی عاقل رحمۃ اللہ علیہ (بانی دار العلوم حیدرآباد) اور بقیۃ السلف، حجۃ الخلف عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب زید مجدہٗ (امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش) کی موجودگی میں بھی بیت بازی کرنے کا شرف حاصل رہا ہے کہ ان حضرات کی موجودگی ہی خود بلند ہمتی کی بات تھی مگر ان روحانی شخصیات نے اپنے

دست شفقت کے ذریعہ ہمت وحوصلہ میں مزید جلا بخشی ہے، دراصل یہ سب از ہردکن جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد کا فیضان ہے کہ دار عاقلؒ میں ہر سال بیت بازی کا انعقاد بڑے اہتمام کے ساتھ کیا جاتا ہے جس میں اساتذہ کرام خصوصی رہبری فرماتے ہیں، میں اس موقع پر مرشدی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی زید مجدہٗ کا مشکور ہوں کہ حضرت نے ہمت وحوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ اپنی بابرکت تقریظ کے ذریعہ کتاب کی افادیت میں اضافہ فرمادیا، انہی کے ساتھ میں فخر الشعراء ڈاکٹر نواز دیوبند صاحب کا احسان مند ہوں کہ جنہوں نے اس نسخہ کو جستہ جستہ دیکھا اور اغلاط کی اصلاح کے ساتھ ساتھ کئی مفید مشوروں سے نوازا۔ میں اپنے اساتذہ مولانا محمد موسیٰ خاں صاحب ندوی، مفتی تجمل حسین صاحب قاسمی، مولانا سید احمد ومیض صاحب ندوی کا بھی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اپنے اس کم ہمت شاگرد کی ہمت افزائی فرمائی اور ہر موڑ پر رہنمائی فرمائی اور اپنے تمام ساتھیوں کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے قدم قدم پر مفید مشوروں سے احقر کو نوازا۔ بالخصوص اپنے مخلص دوست مرزا اسمٰعیل ذبیح اللہ حیدرآبادی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے بڑی محبت کیساتھ پوری کتاب کو از اول حیرف تا آخر حرف دیکھا او رجگہ جگہ پر تصحیح اور بہتر رہنمای فرمائی۔

دراصل کتاب کے مرتب کرنے کا دلی مقصد یہ تھا کہ ہمارے اکثر ساتھی بیت بازی کا نام سنتے ہی چست اور شوقین ہو جاتے ہیں اور بیت بازی کے پروگراموں میں سامعین کی بھی کثیر تعداد ہوتی ہے مگر حصہ لینے والے افراد چند ہی رہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اشعار کا درست انتخاب نہیں ہو پاتا اور مشکل الفاظ جیسے ط، ظ، ذ، ث، ض وغیرہ سے اشعار دستیاب بھی نہیں ہو پاتے ہیں جس کی وجہ اکثر افراد جی کتراتے ہوئے پیچھے رہ جاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ شاعری سے لگاؤ اور ذوق بھی ختم ہو جاتا ہے، انشاءاللہ العزیز یہ کتاب بیت بازی کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس سلسلہ کی کتابیں فراہم نہیں ہیں دوسری بات یہ ہے کہ اس کتاب میں بے مقصد اور بے معنی قسم کے اشعار کے بجائے معنویت سے لبریز، دردانگیز، اسلامی اصلاحی اور انقلابی

اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے جس میں ۶۵ رشعراء کرام کے ۱۰۰۰ ر کے قریب اشعار کو جمع کیا گیا ہے جس میں موجودہ دور کے اور قدیم زمانہ کے کم وبیش تمام شعراء موجود ہیں۔ لغو اور بے مقصد اشعار اور بالخصوص مستورات کے کلام کو مستور ہی رکھا گیا ہے۔

ایک اہم وضاحت بھی ضروری ہے کہ مرتب کتاب کوئی شاعر یا خطا ونسیان سے بے نیاز نہیں ہے، غلطیاں اس کتاب میں ہو بھی سکتی ہیں۔

قارئین اس سے صرف نظر فرمائیں گے اور تنقید کی کھائیوں میں احقر کو الجھائے بغیر بغرضِ اصلاح غلطیوں پر مطلع بھی فرمائیں گے، میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پھر سجدۂ تشکر پیش کرتا ہوں کہ یہ جو کچھ کام ہوا سب اسی کی ہی توفیق وفضل سے اور نبی رحمت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہوا۔

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

میں اللہ رب العزت سے دست بدعا ہوں کہ اللہ اس کتاب کو مقبولیت سے نوازے اور ہمیں شعروسخن کے پاکیزہ ذوق سے حصہ عطا فرمائے۔

مجھے جو بھی دے وہ قبول ہے مگر التجا یہ ضرور ہے
مری آرزو سے بھی کم نہ دے، مرے ظرف سے بھی سوا نہ دے

....

مری آبرو تیرے ہاتھ ہے، مری عظمتوں کو گھٹا نہ دے
ملی جس نظر سے فرازیاں مجھے اس نظر سے گرا نہ دے

(علامہ عاقلؒ)

دعاؤں کا طالب
سید ابراہیم حسامیؔ ابن جناب سید معین الدین صاحب
شریک دورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند
۱۰ راپریل ۲۰۱۱ء ۶ رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ بروز اتوار

شرائط بیت بازی

(۱) معتبر نامور اور معروف شعراء کا کلام پیش کریں۔

(۲) مہذب اور معنویت سے لبریز اشعار پیش کریں۔

(۳) غیر مہذب، غیر شائستہ اور گھٹیا قسم کے اشعار کہنے سے اجتناب کریں۔

(۴) صرف ایک شعر پر ہی اکتفا کریں یا زیادہ سے زیادہ رباعی کہہ سکتے ہیں۔

(۵) مکمل غزل پڑھنے سے اجتناب کریں اس سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے اور نمبرات پر بھی اثر پڑ سکتا ہے۔

(۶) شخصی طنز سے کلی اجتناب کریں۔

(۷) شعر کو شعر کے انداز میں پڑھیں ورنہ نمبرات میں کمی ہو سکتی ہے۔

(۸) ایک فریق کے شعر کہنے کے بعد دوسرے فریق کو ۲۰ ر سکنڈ کا وقت دیا جائے گا اگر فریق ثانی ۲۰ ر سکنڈ کے اندر اندر شعر نہ کہہ سکے تو اسی لفظ سے فریق اول کو شعر کہنا ہوگا اس سے نمبرات پر گہرا اثر پڑ سکتا ہے۔

(۹) جس لفظ پر شعر ختم ہو تو فریق مخالف کو اسی لفظ سے شعر کہنا ہوگا۔

(۱۰) مشکل الفاظ میں کچھ تبدیلی کی جا سکتی ہے جیسے ڑ کو ر سے ژ کو ز سے اور ڈ کو د سے بدلا جا سکتا ہے، ان کے علاوہ الفاظ سے عموماً اشعار مہیا ہو جاتے ہیں مزید تخفیف کی صورت میں مسابقہ کی وقعت مجروح ہو جاتی ہے۔

(۱۱) جس گروپ کو جس شاعر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے تو اسی شاعر کے کلام کو پیش کرنے کی کوشش کرے اس سے نمبرات میں اضافہ ہو سکتا ہے، ورنہ فی نفسہ

یہ کوئی ضروری امر نہیں۔

(۱۲) اگر کوئی فریق شعر غلط کہے تو فریق مخالف کو ٹوکنے کا حق حاصل رہے گا، بے جا ٹوکنے کی صورت میں نمبرات میں تخفیف کی جائے گی۔

(۱۳) حکم متحکم کا فیصلہ قطعی اور حرف آخر ہوگا اسے بلا چوں و چرا قبول کرنا ہوگا۔

نوٹ : بیت بازی کے حکم کے انتخاب کے سلسلہ میں نزاکت برتنی چاہئے جس کو اس سلسلہ میں درک اور مہارت حاصل ہو اسے ہی حکم بنانا چاہئے، ہر ایک اس منصب کی لیاقت نہیں رکھتا، اس سلسلہ میں بہت کوتاہی برتی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

(علامہ اقبالؔ)

اس سینہ میں کائنات رکھ لی میں نے
کیا ذکرِ صفات، ذات رکھ لی میں نے
ظالم سہی، جاہل سہی، نادان سہی
سب کچھ سہی تیری بات رکھ لی میں نے

(امجد حیدرآبادی)

اک نور کا پیکر تھے ہمارے آقاؐ
شفقت کا سمندر تھے ہمارے آقاؐ

محشر میں شفاعت بھی کریں گے وہ ضرور
دنیا میں بھی رہبر تھے ہمارے آقاؐ

(ذکی انجم)

اس بے حسی کو چھوڑ دے گھر سے نکل کے دیکھ
ان کے طریق ان کی شریعت پہ چل کے دیکھ
آ جائیں گی مدد کو ابابیلیں آج بھی
سرکار کے غلام تو خود کو بدل کے دیکھ

(خالد زاہدؔ)

اس ناز اس انداز سے تم ہائے چلو ہو
روز ایک غزل ہم سے کہلوائے چلو ہو
رکھنا ہے کہیں پاؤں تو رکھو ہو کہیں پاؤں
چلنا ذرا آیا ہے تو اترائے چلو ہو

(کلیم عاجزؔ)

انداز و ادا سے اے دنیا تو لاکھ سنور کر سامنے آ
یہ جوشِ فقیر آزاد منش کب دھیان میں تجھ کو لاتا ہے

(جوش ملیح آبادی)

اتنا مایوس نہ ہو خلوتِ غم سے اپنی
تو کبھی خود کو بھی دیکھے گا تو ڈر جائے گا

(احمد فرازؔ)

ابھی لگی تھی نہ ٹھوکر، سنبھل رہا تھا وہ
ڈھلان تھا ہی نہیں اور پھسل رہا تھا وہ
یہ کیسی آگ تھی، شعلہ تھا، راکھ تھی نہ دھواں
کہ برف پوش پہاڑوں میں جل رہا تھا وہ

(ذکی انجم)

امیرو کچھ نہ دو طعنے تو مت دو ان فقیروں کو
ذرا سوچو اگر منظر بدل جائے تو کیا ہوگا
(نواز دیوبندی)

اتنے بھی ناسمجھ ہو تو بتادوں میں کیا ہوگا
ارے ناداں وہی ہوگا، جو منظورِ خدا ہوگا
(ابراہیم حسامی)

ان کے دیکھے سے آجاتی ہے منہ پہ رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
(مرزا غالبؔ)

ایمان کی حفاظت کو ہم جان پہ کھیلیں گے
جو ظلم وستم بھی ہو اس راہ میں جھیلیں گے
حرف آنے نہیں دیں گے آدابِ نبوتؐ پر
پڑ جائے ضرورت تو ہم سر بھی کٹا دیں گے
(طیب پاشاہ حیدرآبادی)

ادھر ہو بجلی، اُدھر ہو طوفاں، ہے بات سچی کہ ہوں مسلماں
سدا سلامت ہے میرا ایماں، ہے مجھ میں ہر دم جلال تیرا
(رحمٰن جامی)

اٹھاؤ پرچم، بڑھاؤ گھوڑے، لگاؤ نعرے، چلاؤ خنجر
کہ ہم فقیروں کی آہ وزاری کو، رہزنوں نے سنا نہیں ہے
(شورش کاشمیری)

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا
(علامہ اقبالؒ)

اے جنت تجھ میں حور وقصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں

مرے دل کا طواف کر جنت
مرے دل میں حضورؐ رہتے ہیں

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبت عام سہی، عرفانِ محبت عام نہیں
(جگر مرادآبادی)

ابھی سازِ غم میں ترانے بہت ہیں
ابھی زندگی میں فسانے بہت ہیں
درِ غیر پہ بھیک نہ مانگو فن کی
جب تمہارے ہی گھر میں خزانے بہت ہیں

آپس میں لڑاتے ہیں جدا کرتے ہیں
دانستہ خطاؤں پہ خطا کرتے ہیں
اس دور کے کیسے ہیں مسلماں مظہر
کھاتے ہیں حرام اور دعا کرتے ہیں
(مظہر محی الدین مظہر حیدرآبادی)

انجام اس کے ہاتھ ہے آغاز کر کے دیکھ
بھیگے ہوئے پروں سے ہی پرواز کر کے دیکھ
(نواز دیوبندی)

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن
(علامہ اقبال)

آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں
زندگی مثلِ بلال حبشیؓ رکھتے ہیں
(علامہ اقبال)

اپنے ہٹ سے میں باز آنے سے رہا
دل کسی اور جگہ لگانے سے رہا
وہ در کھولیں کہ بند کریں امجد
میں تو کسی اور در پہ جانے سے رہا

(امجد حیدر آبادی)

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

(علامہ اقبال)

امید حور نے سب کچھ سکھا دیا ہے واعظ کو
یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادھے، بھولے بھالے ہیں

(علامہ اقبال)

اس مرتبہ یہ کام نیا کرکے آئے ہیں
ہم دشمنوں کے حق میں دعا کرکے آئے ہیں
ہم کو مٹا نہ پائے گی دنیا سے یہ کہو
انجام ہم سپردِ خدا کرکے آئے ہیں

(خالد زاہد)

اپنا ایمان ہے یہی ہم لوگ موت سے پہلے مر نہیں سکتے
ہم ہتھیلی پہ جان رکھتے ہیں، پھانسیوں سے ڈر نہیں سکتے

(ماجد دیوبندی)

اپنی مٹی پہ چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگِ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

اک شخص کے غرور پہ میری نگاہ تھی
ٹھوکر لگی اسے تو سنبھلنا پڑا مجھے

(الطاف ضیاء)

آہ یہ غافل، موت کا راز نہاں کچھ اور ہے
نقش کی ناپائداری سے عیاں کچھ اور ہے

(علامہ اقبال)

آدمی آتا ہے کام آدمی کے مشکل میں
آدمی کی یہی پہچان ہوتی ہے

(رحمٰن جامی)

ایسے بھی کچھ لوگ ہیں جن کی بنتی کوئی بات نہیں
مرنے کی توفیق نہیں جینے کی اوقات نہیں

(کلیم عاجز)

ابھی ہے ڈوبنے والوں پہ تبصرہ بے کار
چڑھی ہوئی یہ ندی پار کرکے دیکھتے ہیں

(نواز دیوبندی)

آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی مجھے
کل تلک تیرا بھی دل مہر ووفا کا باب تھا

(مرزا غالب)

اس کی چشم کرم جو ہو جائے، مرے دشمن مفید بن جائیں
اے خدا میری قوم کے بچے، خالد ابن ولید بن جائیں

(ماجد دیوبندی)

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے؟
رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے

(علامہ اقبال)

اس رہنما سے مانگ نہ اس رہنما سے مانگ
شورش جو مانگنا ہے وہ اپنے خدا سے مانگ

(شورش کاشمیری)

اے پرندے تجھ کو یہ بلندی راس آتی نہیں
اڑتے اڑتے ٹوٹ جائیں گے تیرے پر لوٹ جا
(الطاف ضیاء)

اے وطن صرف تیری آبرو رکھنے کے لئے
خون قسطوں میں کئی بار بہایا ہم نے
(طیب پاشاہ حیدرآبادی)

اللہ مرے رزق کی برکت نہ چلی جائے
دو روز سے گھر میں کوئی مہمان نہیں ہے
(ماجد دیوبندی)

اپنا لہو بھر کر لوگوں کو بانٹ گئے پیمانے لوگ
دنیا بھر کو یاد رہیں گے ہم جیسے دیوانے لوگ
(کلیم عاجز)

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے
(علامہ اقبال)

آندھیوں کو چیر کے نور آئے گا
تم ہو فرعون تو موسیٰ بھی ضرور آئے گا

اب بھی بہت غرور ہے اک ہاتھ پر اسے
ایک ہاتھ حادثے میں گنوانے کے باوجود
(نواز دیوبندی)

اس سراب رنگ وبو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو
(علامہ اقبال)

اہل جہاں کے دل ہیں پتھر، پتھر میں نرمی مت ڈھونڈھ
لاحاصل ہے ان بہروں کو، دل کی بات سنانا بھی
(عامر عثمانی)

ایسے انساں سے کیا غرض ہم کو، جو مرا زخم بھر نہیں سکتا
ہوگئے متحد اگر ہم لوگ کوئی ہم کو ختم کر نہیں سکتا
(ماجد دیوبندی)

آگ ہے، اولاد ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے
(علامہ اقبال)

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد
(علامہ اقبال)

آنا ہے جو بزمِ جاناں میں، پندار خودی کو توڑ کے آ
اے ہوش وخرد کے دیوانے، یاں ہوش وخرد کا کام نہیں
(جگر مرادآبادی)

اے لا الہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلبرانہ کردار قاہرانہ
(علامہ اقبال)

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
(علامہ اقبال)

آئین جواں مردی، حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
(علامہ اقبال)

اس زمانے میں بھی ہے ظرف ہمارا دیکھو
غم وہ رکھتے ہیں جو شرمندۂ فریاد نہیں
(کلیم عاجز)

آگ مظلوم کے گھر میں جو لگائی ہوگی
کچھ نہ کچھ آنچ تو ظالم پہ بھی آئی ہوگی
(نواز علامہ)

اپنی مٹی کو ذرا منہ جو دکھلائی ہے
در بدر بھٹکنے کی سزا پائی ہے
بات سن لی مگر سن کے ہنسی آئی ہے
قطرہ کہتا ہے سمندر سے شناسائی ہے
(وسیم بریلوی)

انسان یہ سمجھیں کہ یہاں دفن خدا ہے
میں ایسے مزاروں کی زیارت نہیں کرتا
(قتیل شفائی)

اپنا زمانہ آپ بناتے ہیں اہل دل
ہم وہ نہیں کہ جن کو زمانہ بنا گیا
(جگر مرادآبادی)

اس بزم سے دل لے کر کیا آج اثر آیا
ظالم جسے سمجھے تھے مظلوم نظر آیا
(جگر مرادآبادی)

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
ترے سامنے زماں ومکاں اور بھی ہیں
(علامہ اقبال)

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دل فریب اس کی نگہ دل نواز

نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل وپاک باز
(علامہ اقبال)

آپ جو کچھ کہیں بجا لیکن
آپ پر بھی ہیں چند الزامات
(جگر مرادآبادی)

اے وطن تیرے لئے خون دیا ہے ہم نے
کون کہتا ہے تجھے ہم نے سنوارا بھی نہیں
(رحمٰن جامی)

اک ایسی شان پیدا کر کہ باطل تھرتھرا اٹھے
نظر تلوار بن جائے نفس جھنکار ہو جائے
(جگر مرادآبادی)

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
(علامہ اقبال)

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا
(علامہ اقبال)

افق کی سرخ قبا سے سراغ ملتا ہے
ہمارا خون ستاروں میں جگمگائے گا
ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے ہنگامے
کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائے گا
(شورش کاشمیری)

اف میرے شہر کے امیروں نے
بھیک بھی چھین لی گداؤں سے
(نواز دیوبندی)

انقلاب لانا ہے بے حسوں کی بستی میں
بانٹ دوں گا آئینے پتھروں کی بستی میں
(واحد بحری)

اب تک وہی زمین ہے وہی آسمان ہے
دو چار دن میں وہ نہ رہے تم بدل گئے
(داغ دہلوی)

اب زمیں کا بدن نہ چھوڑیں گے
یعنی ہرگز کفن نہ چھوڑیں گے
اپنا ایمان ہے یہی ماجد
مر کے بھی ہم وطن نہ چھوڑیں گے
(ماجد دیوبندی)

الٹ جائیں گی تدبیریں، بدل جائیں گی تقدیریں
حقیقت ہے، نہیں میرے تخیل کی یہ خلاقی
(علامہ اقبال)

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے
(علامہ اقبال)

اس خانہ رنگی میں کوئی ہے کہ نہیں
بات اپنی ہی اپنے دل نشیں ہے کہ نہیں
جس بات کا کر رہے ہیں دعویٰ حضرت
خود آپ کو بھی اس کا یقیں ہے کہ نہیں

اس اونچے آسمان کی عظمت زمیں سے ہے
سجدوں کا اعتبار یقیناً جبیں سے ہے
مٹی کے ہم چراغ ہیں یوں مت بجھا ہمیں

ناداں تیرے طاق کی رونق ہمیں سے ہے
(نواز دیوبندی)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں
(بہادر شاہ ظفر)

آیا ہوں در پہ آقا بڑی آرزو سے چل کے
جلوا مجھے دکھا دو روضے سے اب نکل کے
(حضرت عاقل حسامی)

اندھیرے اچھے ہیں خیرات کے اجالوں سے
ہے بھوکے رہنا بھلا بھیک کے نوالوں سے
(نامعلوم)

اس نئے زمانے کے آدمی ادھورے ہیں
صورتیں تو ملتی ہیں سیرتیں نہیں ملتیں
(مظہر بھوپالی)

ابھی رنگ جہاں بدلا نہیں ہے
طریق ایں و آں بدلا نہیں ہے
ہزارو راستے بدل گئے ہیں
مزاج کارواں بدلا نہیں ہے

امن عالم کا بس اب سامان ہونا چاہئے
سب کا دستور العمل قرآن ہونا چاہئے
بس یہی دھن تجھ کو ہر آن ہونا چاہئے
حق کا جاری ہر جگہ فرمان ہونا چاہئے
(مجذوبؔ)

انقلاب وقت نے سکھلا دیا جینے کا فن
جب اتر کر آسماں سے میں زمیں پر آ گیا
(خالد فریدی)

الٰہی رکھ مجھے تو خاک یا اہل معانی کا
کہ کھلتا ہے اسی صحبت سے نسخہ نکتہ دانی کا
(ولی دکنی)

اے قلب شکستہ کے ملنے والو
آرے کی طرح سروں پہ چلنے والو
پہلے تم اپنے پاؤں کی خیر مناؤ
اے شیشے کے ٹکڑوں کو کچلنے والو
(امجد حیدر آبادی)

اتنا نہ اپنے جامے سے باہر نکل کے چل
دنیا ہے چل چلاؤ کا رستہ سنبھل کے چل
کم ظرف پر غرور ذرا اپنا ظرف دیکھ
مانند جوش غم نہ زیادہ ابل کے چل
(بہادر شاہ ظفر)

اوروں کے بل پہ بل نہ کر اتنا نہ چل نکل
بل ہے تو بل کے بل پہ تو کچھ اپنے بل کے چل
پھر آنکھیں بھی تو دی ہیں کہ رکھ دیکھ کر قدم
کہتا ہے کون تجھ کو نہ چل چل سنبھل کے چل
(بہادر شاہ ظفر)

اے ظفر چاہیے انساں کو کہے ایسی بات
کہ کوئی برا بھی نہ کہے کوئی گر اچھا نہ کہے
(بہادر شاہ ظفر)

اٹھو اٹھو کہ زندگی ہی زندگی پہ بار ہے
بڑھو بڑھو کہ چار سو پکار ہی پکار ہے
زمین کو روندتے ہوئے صفوں کو چیرتے ہوئے
بڑھے چلو بڑھے چلو یہ وقت کی پکار ہے
(جگر مراد آبادی)

اللہ کو پکارو اگر کوئی کام ہے
غافل ہزار نام کا یہ ایک نام ہے
(صفی اورنگ آبادی)

اچھا بنوں یہ شوق اگر ہے تو اے صفی
کچھ روز اچھے لوگوں کے جوتیاں اٹھا
(صفی اورنگ آبادی)

آئے تھے مثل گلشن سیر کر چلے
سنبھال مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے
الٰہی بندے کا بھرم رکھ لے قیامت میں
نہ کھلوا دشمنوں کے سامنے گٹھری گناہوں کی
(صفی اورنگ آبادی)

اب کوئی اور تاج محل تعمیر نہیں ہوگا
ہر دور کی شہزادی ممتاز نہیں ہوتی
ڈھاتے ہیں مظالم جو اوروں پر کہہ دو انہیں جا کر
کہ اللہ کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی

اس چھوٹی سی جان کے لئے دو جہان مانگے گا
مجھے زمین تو آسمان مانگے گا
مجھے یقین ہے یہ ننھا سا رینگتا ہوا پرندہ
پر ملنے پر اونچی اڑان مانگے گا

بکھری سی زندگی تھی قرینے میں آگئی
آپؐ آئے تو بہار مدینے میں آگئی
گلشن کا ذکر کیا ہے گلابوں کی بات کیا
خوشبو مرے نبیؐ کے پسینے میں آگئی

(ذکی انجم)

بے کار ہوں، باکار ہوں معلوم نہیں
نادان ہوں ہشیار ہوں معلوم نہیں
تقدیر بھی حق جزائے اعمال بھی حق
مجبور ہوں مختار ہوں معلوم نہیں

(امجد حیدر آبادی)

بندۂ مومن کا دل بیم وریا سے پاک ہے
قوتِ فرما روا کے سامنے بے باک ہے

(علامہ اقبالؔ)

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

(مرزا غالبؔ)

بھکاری رشک مت کر قہقہوں پہ اہل دولت کے
کہ اکثر ہونٹ ہنس دیتے ہیں، دل خنداں نہیں ہوتا

(عامر عثمانی)

بلندی پہ پہونچنے کی ہوس بھی خوب ہوتی ہے
جنہیں اڑنا نہیں آتا وہ پر پھیلانے لگتے ہیں

(الطاف ضیاء)

باہمہ ذوق آگہی، ہائے رے پستی بشر
سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر

(جگر مراد آبادی)

بزدل تھا، مستحق تھا، مجھ کو سزا ملی
بخشا نہ اس نے ہاتھ اٹھانے کے باوجود

(نوازؔ دیوبندی)

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

(علامہ اقبالؔ)

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے
بے ضمیری تمہیں جھنجوڑ دے گی
با ضمیروں سے مل کے دیکھو تو

(نوازؔ دیوبندی)

بے سوز وتپش، بے درد وخلش، ہے عمر ابد بھی لا حاصل
آغاز وہی ہے جینے کا، جب دل کو تڑپنا آتا ہو

(عامر عثمانی)

بس یہی سوچ کے احباب نہیں آتے ہیں
دوستی کے تجھے آداب نہیں آتے ہیں

میں بہت خوش ہوں کہ حقیقت سے ہے رشتہ میرا
ورنہ مری آنکھوں میں کبھی خواب نہیں آتے ہیں
(الطاف ضیاء)

بہت غرور ہے دریا کو اپنے ہونے پر
مری پیاس سے الجھے تو دھجیاں اڑ جائیں
ہوائیں پاس کہاں آتی ہیں شرارت سے
سروں پہ ہاتھ نہ رکھے تو پگڑیاں اڑ جائیں
(راحت اندوری)

بات چاہے بے سلیقہ ہو کلیم
بات کہنے کا سلیقہ چاہیے
(کلیم عاجز)

بڑی مشکل سے نکلے گی کوئی صورت تعلق کی
تمھیں رونا نہیں آتا، ہمیں ہنسنا نہیں آتا
(نواز دیوبندی)

باطل کی طرف چھوڑ کے حق جاتے ہیں
شیطان صفت راہ پہ کب آتے ہیں
وہ لوگ جو بگڑے ہیں ازل کے مظہر
کھاتے ہیں تیرا، غیر کے گن گاتے ہیں
(مظہر محی الدین مظہر) حیدرآبادی

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا
(مرزا غالب)

بیٹھ کر پاس بھی اللہ رے دلوں کی دوری
ہم کہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ کہاں بیٹھے ہیں
(کلیم عاجز)

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
(مرزا غالب)

بکنے بھی دو عاجز کو جو بولے ہے بکے ہے
دیوانہ ہے، دیوانوں سے کیا بات کرو ہو
(کلیم عاجز)

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیوں کر ہو
(علامہ اقبال)

بڑے ناداں ہیں جو لوگ ڈرتے ہیں امیر اس سے
اجل تو نام ہے اک زندگی کے نگہباں کا
(امیر مینائی)

بادشاہت کو بھول جاؤ گے
ہم فقیروں سے مل کے دیکھو تو
(نواز)

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں
(علامہ اقبال)

بس دھواں اگلتے ہیں روشنی نہیں دیتے
اب نئے چراغوں کو تربیت نہیں ملتی
(الطاف ضیاء)

بیٹھا ہوں میر مرنے کو اپنے میں مستعد
پیدا نہ ہوں گے مجھ سے جاں باز میرے بعد
(میر تقی میر)

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی
(علامہ اقبالؔ)

بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا
(علامہ اقبالؔ)

بڑی باریک ہیں واعظ کی باتیں
لرز جاتا ہے دل، آواز اذاں سے
(علامہ اقبالؔ)

بے فائدہ الم نہیں، بے کار غم نہیں
توفیق دے خدا، تو یہ نعمت بھی کم نہیں
(جگرؔ مرادآبادی)

بھول کو بزرگوں کی بھول ہی کہا جائے
ساتھ میں مگر ان کا احترام واجب ہے
(حفیظ میرٹھی)

بے عمل کو دنیا میں راحتیں نہیں ملتیں
دوستوں دعاؤں سے جنتیں نہیں ملتیں
(منظر بھوپالی)

بے وفا دور ہے احساں کریں عاقلؔ جن پر
طنز کے تیر وہی آپ پہ کھینچے ہوں گے
(حضرت عاقل حسامیؒ)

بے حجابی، کم لباسی حسن کی جلوہ گری
کم قیامت سے نہیں یہ فتنہ جو گھر گھر آگیا
(مجیب قاسمی)

بے صبر کی جان ہمیشہ گھبراتی ہے
تسکین کسی طرح نہیں پاتی ہے
آسان ہوتی ہے صبر سے ہر مشکل
ہر قفل میں یہ کلید ٹھیک آتی ہے
(امجد حیدرآبادی)

بناوٹ ہو تو ایسی ہو کہ جس سے سادگی ٹپکے
زیادہ ہو تو اصلی حسن چھپ جاتا ہے زیور سے
(صفی اورنگ آبادی)

بے کسی میں کون کس کے ساتھ دیتا ہے صفی
ملنے والے ہیں تماشے کے یہ میلے جائیں گے
(صفی اورنگ آبادی)

پ
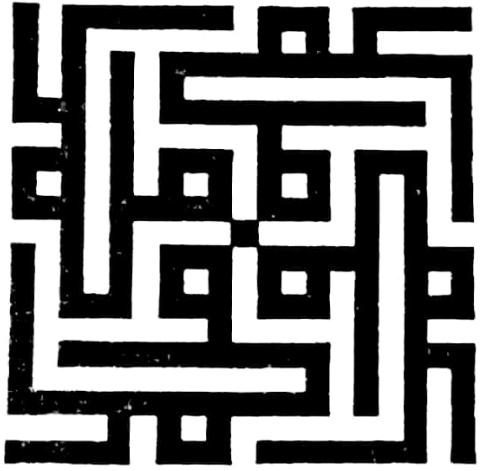
پیراہنِ کبر چاک ہو جاتا ہے
نفسِ سرکش ہلاک ہو جاتا ہے
مسلم کے لئے عجیب نعمت ہے نماز
سر خاک میں رکھ کے پاک ہو جاتا ہے
(امجد حیدرآبادی)

پہلے یہ طئے کرو کہ وفادار کون ہے؟
پھر وقت خود بتائے گا غدار کون ہے؟
(ماجد دیوبندی)

پھر سر پھری ہواؤں نے گل کر دیئے چراغ
ایسی ہوا چلا جو چراغوں کا ساتھ دے
(نواز دیوبندی)

پڑے ہوئے تھے ہزار پردے، کلیم دیکھو تو جب بھی غش تھے
ہم اس آنکھوں کے صدقے، جس نے وہ جلوہ بے حجاب دیکھا
(داغ دہلوی)

پوچھا نہ جائے گا جو وطن سے نکل گیا
بے کار ہے وہ دانت جو دہن سے نکل گیا
(امیر مینائی)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلامِ نرم ونازک بے اثر
(علامہ اقبال)

پہلے حسنِ عمل، حسنِ یقیں پیدا کر
پھر اسی خاک سے فردوسِ بریں پیدا کر
(جگر مرادآبادی)

پاؤں سوچ کر رکھئے زندگی کے رستے میں
غم خموش ہیں ہر خوشی کے رستے میں
خار تو معاون ہیں زندگی میں پھولوں کی
آدمی رکاوٹ ہے آدمی کے رستے میں
(نواز دیوبندی)

پرواز اور ذوقِ تمنائے روشنی
کیڑا ذرا سا اور تمنائے روشنی
(علامہ اقبال)

پتھروں کے شہر میں آکر جو ہم رہنے لگے
اس لئے کچھ لوگ ہم کو سنگ دل کہنے لگے
(افضل منگلوری)

پھر نہ کرنا شکوہ تشنہ لبی کا
آج میخانے کا میخانہ اٹھا لایا ہوں
پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت
لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے
(علامہ اقبال)

پتھروں سے جسے بچایا تھا، اب وہی آئینہ مخالف ہے
منزلیں تو منتظر ہیں میری، کیا کروں رہنما مخالف ہے
(نواز دیوبندی)

پاک رکھ اپنی زباں تلمیذ رحمانی ہے تو
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو
(علامہ اقبالؔ)

پھولوں سے محبت ہے تقاضائے محبت
کانٹوں سے الجھنا تو نہیں کام ہمارا
(کلیم عاجزؔ)

پا ہی لے گا منزل کو قافلہ ارادوں کا
حوصلے ہی کرتے ہیں رہبری مسافر کی
(نواز دیوبندی)

پینے کو تو سب پیتے ہیں جگر، میخانۂ فطرت میں لیکن
محروم نگاہ ساقی ہے وہ رند جو درد آشام نہیں
(جگرؔ مرادآبادی)

پتھر ابالتی رہی اک ماں تمام رات
بچے فریب کھا کے چٹائی پہ سو گئے
(شکیلؔ شفائی)

پتھر کی طرح تری ہر اک بات لگے ہے
دل توڑ کے ناصح تجھے کیا بات لگے ہے
(کلیم عاجزؔ)

پھولوں کو نازِ حسن اگر ہے تو ہو جگر
کانٹے بھی ہیں غرورِ گلستاں لئے ہوئے
(جگرؔ مرادآبادی)

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس
(علامہ اقبالؔ)

ت

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
(علامہ اقبالؔ)

تری وفا کا مآل کیا ہو، یہ سوچنا بھی روا نہیں ہے
وفا کے بندے وفا کئے جا وفا کا کوئی صلہ نہیں ہے
(عامرؔ عثمانی)

تو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے
نہ سیہ روز رہے پھر نہ سیہ کار رہے
(علامہ اقبالؔ)

تو اپنے دل کی سیاہی کو صاف کر پہلے
نگاہ میرے گریباں پہ ڈالنے والے
(الطاف ضیاء)

تم بھی مجھے سمجھتے ہو اتنا خراب کیا
الزام تم پہ آئے تو دو گے جواب کیا
(رحمٰن جامیؔ)

توحید تو یہ ہے کہ خدا خود حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

(محمد علی جوہر)

تم میں کوئی حوروں کا چاہنے والا ہی نہیں
جلوہ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

(علامہ اقبال)

تمہاری تہذیب خود اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

(علامہ اقبال)

تھا وہ بھی زمانہ اے عامر بازو تھے ہمارے تیغ وسناں
اب تیغ وسناں کی صورت کو دیکھے سے پسینہ آتا ہے

(عامر عثمانی)

تھے وہ آباء تمہارے ہی مگر تم کیا ہو؟
ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

(علامہ اقبال)

تم اہل انجمن ہیں جس کو چاہو بے وفا کہہ دو
تمہاری انجمن ہے تم کو جھوٹا کون سمجھے گا؟

(کلیم عاجز)

تری فرعونیت کی تو بس اوقات ہے اتنی
بہا کر خون لوگوں کا اترانا آتا ہے
غرور بے خبر یہ بات تجھے کون سمجھائے؟
وہ سر جھک ہی نہیں سکتا جسے کٹ جانا آتا ہے

(وسیم بریلوی)

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پر تماشہ نہ ہوا

(مرزا غالب)

تیری محفل بھی گئی اور چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں، صبح کے نالے بھی گئے
دل تجھے دے بھی گئے، اپنا صلہ لے بھی گئے
آکے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے

(علامہ اقبال)

تمام عمر گزاری ہوس کے سائے میں
اجل کا وقت جو آیا تو ہم نے ہاتھ ملے

(عامر عثمانی)

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے
نشۂ مئے کو تعلق نہیں پیمانے سے

(علامہ اقبال)

تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا

(علامہ اقبال)

تجھے خود اپنی خبر ہے لازم جہاں کے علم وخبر سے پہلے
مسافتِ قلب وروح طے کر، سیاحت بحر وبر سے پہلے

(عامر عثمانی)

تو نے تو کہا کیا اے ناداں فیاضیٔ قدرت عام نہیں
تو فکر ونظر تو پیدا کر، کیا چیز ہے جو انعام نہیں

(جگر مرادآبادی)

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھو گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ

(علامہ اقبال)

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

(علامہ اقبال)

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

(احمد فراز)

تجھے سنگ دل یہ پتہ ہے کیا، دکھے دلوں کی صدا ہے کیا
کبھی چوٹ تو نے بھی کھائی ہے، کبھی تیرا دل بھی دکھا ہے کیا
تو رئیس شہر ستم گراں، میں گدائے کوچۂ عاشقاں
تو امیر ہے تو بتا مجھے، میں غریب ہوں تو برا ہے کیا

(کلیم عاجز)

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

(علامہ اقبال)

توبہ تو کر لیا تھا مگر کیا کریں حضور
کالی گھٹا کو دیکھ کے نیت بدل گئی

ترے صوفے ہیں افرنگی، تیرے قالین ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے، جوانوں کی تن آسانی

(علامہ اقبال)

تو اپنی ماں کی اگر بددعا سے بچ جاتا
ترا چراغ یقیناً ہوا سے بچ جاتا
ہمیشہ باپ نے نقلی دوائیں بیچی ہیں
تو بیٹا کیسے پھر اصلی دوا سے بچ جاتا

(نواز دیوبندی)

تمہارے شعر میں گرمی ہے کس قیامت کی
جلے ہوئے ہو مگر داغ انتہا کے تم

(داغ دہلوی)

تو جل رہی ہے اور تجھے کچھ خبر نہیں
بینا ہے اور سوز دروں پہ نظر نہیں

(علامہ اقبال)

تذکرے آپ کے جہاں ہوں گے
نور کے سلسلے وہاں ہوں گے
آج سب مل کے ذکر کریں
کل خدا جانے ہم کہاں ہوں گے

(ماجد دیوبندی)

تلاش عیب رہتی ہے نکتہ چینوں کو
ہنر کہاں نظر آتے ہیں عیب بینوں کو

تاریخ کی نظروں نے وہ دور بھی دیکھا ہے
لمحوں نے خطا کی ہے صدیوں نے سزا پائی

تری ایک لغزش پا نہ گرا دے قوم ہی کو
بڑی پُرخطر ہیں راہیں عاقل ذرا سنبھل کے

(علامہ عاقل حسامیؒ)

تو اسے پیمانہ امروز وفردا سے نہ ناپ
جاوداں پیہم دواں ہر دم جواں ہے زندگی
اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سر آدم ہے ضمیر کن فکاں ہے زندگی

(علامہ اقبال)
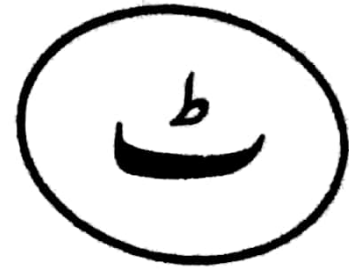
ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے بھی لڑ جاتے تھے
(علامہ اقبال)

ٹھہرے ہوئے قدموں سے سفر سر نہیں ہوتا
ہاتھوں کی لکیروں میں مقدر نہیں ہوتا
(نواز دیوبندی)

ٹپک اے شمع آنسو بن کے پروانے کی آنکھوں سے
سراپا درد ہوں حسرت بھری ہے داستاں میری
(علامہ اقبال)

ٹکڑے ٹکڑے نہیں بے وجہ مرا دل ساقی
کوئی شیشہ کسی میخانے میں ٹوٹا ہوگا
(امیر مینائی)

ٹھیک آئی اپنے تن پہ قبائے برہنگی
باقی لباس چھوٹے ہوئے یا بڑے ہوئے

ٹھوکریں کھانے سے آنکھیں کھل گئیں
وقت کا مجھ پر بڑا احسان ہے
(نامعلوم)

ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا پر سچ کہا جو کچھ کہا
مجھ کو ٹوٹے آئینے کا حوصلہ اچھا لگا

ٹوٹے دلوں کا بھی سہارا ہوتا ہے
اس کی رحمت پہ سب کا گزارا ہوتا ہے
جس کا کام ہی وفا ہو دنیا میں
اس وفادار کا ہر کام نرالا ہوتا ہے
(حسامی)

ٹوٹ کر جو رہ گئے وہ ابھر نہ سکیں گے کبھی
پیمانے خالی جو رہ گئے وہ بھر نہ سکیں گے کبھی
(حسامی)

ٹوٹ گئے سیال نگینے پھوٹ بہے رخساروں پر
دیکھو میرا ساتھ نہ دینا، بات ہے یہ رسوائی کی

ٹپک پڑتے ہیں آنسو جب تمہاری یاد آتی ہے
یہ وہ برسات ہے جس کا کوئی موسم نہیں ہوتا

ثانی ہے ترا کوئی نہ کوئی ہم سر
ہر ذرہ خدائی کا تری ہے مظہر
حق چھوڑ کے باطل کی طرف جاتا ہے
جب عقل پہ پڑتے ہیں کسی کے پتھر
(مظہر محی الدین مظہر)

ثبات زندگی ایمان محکم سے ہے دنیا میں
کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی
(علامہ اقبال)

ثبوت ہیں قدم قدم، زباں زباں گواہ ہے
جو حق سے بدگماں ہوئے وہ اقتدار بجھ گئے

ثاقب کھلے نہیں کچھ اسرار اس گلی کے
جاتا ہے جو پلٹ کے آتا نہیں وہاں سے
(ثاقب)

ثبات اے گردشِ دوراں بخیر اے مخمور
کہ بھری برسات میں خالی پڑے ہیں میخانے

ثواب کا حساب ہے نہ اس کی وفا کا حساب ہے
رحمت کی اس کی نہ حد ہے نہ حساب ہے
(حسامی)

ثابت ہوا فشارِ لحد سے یہ اے زمیں
تو بھی انہیں دباتی ہے جن میں کہ دم نہیں
(صفی اورنگ آبادی)

ثابت قدم رہوں کہ طلاطم کا ساتھ دوں
ساحل کے رخ تو لا نہ سکوں گا جہاز کو
(نامعلوم)

ثنائے رب جو بھی کرتا ہے
جھولی کو اپنی وہ بھرتا ہے
رہتا ہے جسے خدا پہ یقینِ کامل
وہ غیر کے تیور سے کب ڈرتا ہے
(حسامی)

ج

جو نبی سے مرے آشنا ہوگیا
اس کا دل آئینہ آئینہ ہوگیا
(الطاف ضیاء)

جینا بھی اسی کا حق ہے جسے، مرنے کا سلیقہ آتا ہے
جو مرنے سے گھبراتا ہے، وہ جیتے جی مرجاتا ہے
(عامر عثمانی)

بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہو جو اسلاف کے مدفن تم ہو
جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
(علامہ اقبال)

جو لوگ حقیقت پہ نظر رکھتے ہیں
وہ لوگ کہاں لعل و گہر رکھتے ہیں
رہتے ہیں تہی دست مگر سینے میں
دل موم کا پتھر کا جگر رکھتے ہیں
(مظہر محی الدین مظہر)

جھوٹی قیادتوں کے مجھے خواب مت دکھا
جا میرا ساتھ تجھ کو میسر نہ آئے گا
مکہ میں ہوگئی ہے ہر اک رہبری تمام
اب اس زمیں پہ دوسرا رہبر نہ آئے گا
(خالد زاہد)

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا
(مرزا غالب)

جشن غم حیات منانے نہیں دیا
اس مفلسی نے زہر بھی کھانے نہیں دیا
ہم نے جو سادہ لوحی میں کھایا کوئی فریب
پھر وہ فریب اوروں کو کھانے نہیں دیا
(نواز دیوبندی)

جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں
(علامہ اقبال)

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
(علامہ اقبال)

جو میں نے دیکھا جو میں نے سمجھا کہوں تو فطرت بھی کانپ اٹھے
قلم ہے قاصر، زباں ہے عاجز، ابھی مناسب فضا نہیں ہے
(شورش کاشمیری)

جو کیف دیکھنی ہے زاہد، تو چل کے دیکھ میکدے میں
بہک بہک کر، مزے مزے کی سنائیں گے بادہ خوار باتیں
(داغ دہلوی)

جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی
(مرزا غالبؔ)

جدا دیوانہ پن ہے، اب ایسے دیوانے سے کیا ہوگا
مجھے کیوں لوگ سمجھاتے ہیں، سمجھانے سے کیا ہوگا
سلگنا اور شئے ہے، جل کر مرجانے سے کیا ہوگا
جو ہم سے ہو رہا ہے کام پروانے سے کیا ہوگا
(کلیم عاجزؔ)

جو دن بھر دو کھجوروں پر قناعت کرنے والے ہیں
وہ فاقہ کش زمانے پر حکومت کرنے والے ہیں
(خالد زاہدؔ)

جس جگہ رحمتوں کی بارش تھی، اس جگہ آگ کی ہوائیں ہیں
دل یہ کہتا ہے مجھ سے اے ماجدؔ، سب یہ اعمال کی سزائیں ہیں
(ماجدؔ دیوبندی)

جس نے عامرؔ متاعِ خودی بیچ دی
سچ ہے یہ عصمت زندگی بیچ دی
سر جھکانے سے بہتر ہے سر دیجئے
بھیک لینے سے بہتر ہے مر جایئے
(عامرؔ عثمانی)

جو تھوکا آسماں کی سمت وہ آکر گرا مجھ پر
نہ ہنستا آئینہ پر میں، نہ ہنستا آئینہ مجھ پر
(نوازؔ دیوبندی)

جب تک انساں پاک طینت نہیں
علم وحکمت، علم وحکمت نہیں
(جگرؔ مرادآبادی)

جاتا ہے اُدھر اور اِدھر آتا ہے
کچھ اور ہے کچھ اور نظر آتا ہے
یہ شخص ہے وہ شخص کہ جس کو مظہر
دیوانہ بنانے کا ہنر آتا ہے
(مظہر محی الدین مظہرؔ)

جان کر منجملۂ خاصانِ میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ مجھے
(جگرؔ مرادآبادی)

جہاں میں اہل ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے
(علامہ اقبالؔ)

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی، تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں
(علامہ اقبالؔ)

جو پاک خدا کے بندوں پر کرتے تھے خدائی کے دعوے
اب ان کا سفینہ اپنے ہی دریا میں تھپیڑے کھاتا ہے
(عامرؔ عثمانی)

جب اس کی طرف چل کے کوئی جاتا ہے
وہ دوڑ کے لینے کے لئے آتا ہے
یہ قول نہیں اور کسی کا مظہر
بندوں سے خود اللہ یہ فرماتا ہے
(مظہر محی الدین مظہرؔ)

جو جھوٹ بول کے کرتا ہے مطمئن سب کو
وہ جھوٹ بول کے خود مطمئن نہیں ہوتا
(نوازؔ دیوبندی)

جو ذرا بھی نیند آئے کبھی اہل کارواں کو
وہی بن گئے لٹیرے جو بنے ہوئے تھے ہادی
(عامر عثمانی)

جذبۂ شوق کو کیا پاؤ گے ایفا کرکے
شمع خود روئے گی محفل میں اجالا کرکے
(نواز دیوبندی)

جو خود ہی راہ سے بھٹکا ہوا ہے رہنما
اسی کی راہ کریں اختیار کیا معنی
(رحمٰن جامی)

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا ملکِ خدا تنگ نہیں ہے
(علامہ اقبال)

جواں مردوں کے تیور سے ستم گر ہار جاتا ہے
مجاہدوں کے مقابل میں لشکر ہار جاتا ہے
اگرچہ کام ہی خنجر کا زخم دینا ہے لیکن
زباں جب زخم دیتی ہے تو خنجر ہار جاتا ہے
(سفیان قاضی)

جب تک مقید نہ ہو مٹھی میں یہ سورج
ہم پیڑ کے سائے پہ بھروسہ نہیں کرتے
(نواز دیوبندی)

جگنو کو آندھیوں سے بھی لڑکر نہیں غرور
اور آندھیاں ہیں ننھا سا دیپک بجھا کے خوش
(نواز دیوبندی)

جس دم رقیب کہنے پہ آتے ہیں جھوٹ سچ
ان کو مری طرف سے لگاتے ہیں جھوٹ سچ
(داغ دہلوی)

جن کا تبسم روح کو بیدار کرتا تھا
وہی اب سو رہے ہیں قبر کی تاریک منزل میں
(جوش ملیح آبادی)

جسے میں بھی خود نہ بتا سکا، مرا راز دل ہے وہ راز دل
جسے غیر دوست سمجھ سکے، مرے ساز میں وہ صدا نہیں
مرا نالہ ہوش ربا ہو کیا، مرا نغمہ روح فزا ہو کیوں
کہ چمن میں پھول تو ہیں وہی، مگر ان میں بوئے وفا نہیں
(جگر مرادآبادی)

جو ابھی ابھرے ہیں ظلمت خانۂ ایام سے
جن کی ضو ناآشنا ہے قید صبح وشام سے
(علامہ اقبال)

جو ہر انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں
(علامہ اقبال)

جس قدر ہو سکا جس قدر کر سکا
قوم کو راہِ حق کی بتاتا رہا
حکم یارب سنانا مرا کام تھا
دل کی دنیا بدلنا تیرا کام ہے
(حضرت عاقل حسامی)

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
عمر بھر سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے
جو حق کی خاطر جیتے ہیں مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر
جب وقت شہادت آتا ہے دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں
(جگر مرادآبادی)

چ

چشمے، کنویں، خدایا بے آب ہوگئے ہیں
خشکی زدہ زمیں، تالاب ہوگئے ہیں
برسا دے مولیٰ بارش آبی ذخیرے بھر دے
بندے ترے خدایا بے تاب ہوگئے ہیں
(حضرت شاہ جمال)

چاہے یہ جان ہی چلی جائے، کچھ انا کے خلاف مت کرنا
چھین لی جس نے آپ کی پہچان، اس کو ہرگز معاف مت کرنا
(ماجد دیوبندی)

چھوڑ کر مانند بو تیرا چمن چھوڑ جاتا ہوں میں
رخصت اے بزم جہاں سوئے وطن جاتا ہوں میں
عارضی لذت کا شیدائی ہوں چلاتا ہوں میں
جلد آتا ہے غصہ جلد من جاتا ہوں میں
(علامہ اقبال)

چلو اچھا ہوا کام آگئی دیوانگی اپنی
وگرنہ ہم زمانے بھر کو سمجھانے کہاں جاتے
(قتیل شفائی)

چار دن کا ہے سب غرور گھمنڈ
کیجئے اپنے دل سے دور گھمنڈ
(داغ دہلوی)

چھپے ہوئے انوکھے خیال لفظوں میں
دکھا سکو تو دکھاؤ کمال لفظوں میں
سخنوری کی مجھے داد ملی لیکن
سمجھ سکا نہ کوئی دل کا حال لفظوں میں
(نامعلوم)

چارہ گر ہم ہوش میں آئیں گے کیا تدبیر سے
عقل دیوانی نہیں باندھیں جسے زنجیر سے
(داغ دہلوی)

چھیڑتا ہوں ان کو کہ غصہ آئے
کیوں رکھو ورنہ غالب اپنا نام
(مرزا غالب)

چراغ لالہ بہ عنوان داستاں نہ رہا
کہ جن کے ہم تھے عنادل وہ گلستاں نہ رہا
(شورش کاشمیری)

چھیڑتی جا اس عراقِ دل نشیں کے ساز کو
اے مسافر دل سمجھتا ہے تری آواز کو
(علامہ اقبال)

چپکے چپکے میری غزلوں کو نواز
دشمنوں نے گنگنایا دیر تک
(نواز دیوبندی)

چھری گلے پہ چلے ہے کچھ اس ادا کے ساتھ
چمن میں جیسے نسیم بہار گزرے ہے
(کلیم عاجز)

چند لمحوں کی تمازت پہ تکبر اور غرور
بادلوں میں گھر نہ جائے روشنی کا آفتاب
(نواز دیوبندی)

چار دن کے شباب پہ یہ غرور
ابتداء ہے تو انتہا بھی ہے
(داغ دہلوی)

چراغوں کو آنکھوں میں محفوظ رکھنا
بڑی دور تک رات ہی رات ہوگی
(بشیر بدر)

چشم ہو تو آئینہ خانہ ہے دہر
منھ نظر آتا ہے دیواروں کے بیچ
(میر تقی میر)

چمن سے روتا ہوا موسم بہار گیا
شباب سیر کو آیا تھا سوگوار گیا

ح

حفظ، امانت، صدق مقال
حسن طبیعت، اکل حلال
گر مل جائیں یہ اوصاف
پھر نہ کرو تم رنج وملال
(حضرت شاہ جمال)

حق پرستوں سے زمانے کی دغا آج بھی ہے
تیرے بندوں پہ ستم میرے خدا آج بھی ہے
(شورش کاشمیری)

حسین دل، تبسم نگاہ پیدا کر
پھر اک لطیف سی خاموش آہ پیدا کر
جسے ہوائے زمانہ کبھی بجھا نہ سکے
قدم قدم پہ وہ اک شمع راہ پیدا کر
(جگر مرادآبادی)

حقیقتوں کا جلال دیں گے، صداقتوں کا جمال دیں گے
تجھے بھی اے غم زمانہ، غزل کے سانچے میں ڈھال دیں گے
(کلیم عاجز)

حقیر ذرے فضا میں بکھر گئے ہوتے
تباہیوں کی حدوں سے گزر گئے ہوتے
گناہگار تو ایسے تھے ہم کہ بس توبہ
خدا کریم نہ ہوتا تو مر گئے ہوتے
(نوآز دیوبندی)

حضور جہاں میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہو وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاض ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی
(علامہ اقبالؔ)

حق جان کے باطل کی نفی کرتے ہیں
دنیا میں بس اک کام یہی کرتے ہیں
رکھتے ہیں جو بھرپور خدا پر ایماں
آباد مساجد کو وہی کرتے ہیں
(مظہر محی الدین مظہرؔ)

حفظ خودی پہ نظم جہاں کا مدار ہے، یہ راز آشکار اگر کر سکے تو کر
بیدار کر ضمیر، بے باک کر عمل، یہ عہد استوار اگر کر سکے تو کر
(شورشؔ کاشمیری)

حق بات کہہ رہے ہو بجا ہے مگر نوآز
حق بات پر بھی کوئی برا مان جائے تو
(نوآز دیوبندی)

حیات کیا ہے عناصر کے تجربے کے سوا
سوادِ ارض کو خلدِ بریں بنا کے چلیں
شہنشہوں کو جھکائیں حضور محبت میں
قلم کو تیغ بنا کر فضا پہ چھا کے چلیں
(شورشؔ کاشمیری)

حادثے ساتھ چلنے والے ہیں
ہم بھی بچ کے نکلنے والے ہیں
کچھ بھی کہتا رہے جہاں ہم تو
ان کے ٹکڑوں پہ پلنے والے ہیں
(ماجدؔ دیوبندی)

حقیقت فراموش ہم کو نہ سمجھو
کہاں چاک ہے پیرہن جانتے ہیں
(کلیم عاجزؔ)

حریفو، خوب اڑاؤ سروں پہ خاک اپنے
مرا چراغ بجھانے کو یہ ہوا کم ہے
(نوآز دیوبندی)

حفظ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
رازداں پھر نہ کرے گی کوئی پیدا ایسا
(علامہ اقبالؔ)

حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
عکس اس کا مرے آئینہ ادراک میں ہے
(علامہ اقبالؔ)

حیا نے کھینچ لیا، جذبِ دل نے تھام لیا
چلے وہ تیر کی صورت، کھنچے کماں کی طرح
(میر تقی میرؔ)

حالِ دل جس کو بتائیں کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے خدا کا بندہ نہ ملا

حسرت نہ بت پرست ہے تو نہ خدا پرست
لازم ہے آدمی کو کسی کا تو ہو رہے
(حسرتؔ دہلوی)

خ

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں
(علامہ اقبال)

ختم نبوت پہ حرف نہ آنے دیں گے
جان اس راستے میں جاتی ہے تو جانے دیں گے
(طیب پاشاہ)

خشک دریاؤں میں ہلکی سی روانی اور ہے
ریت کے نیچے تھوڑا سا پانی اور ہے
ایک کہانی ختم کرکے وہ بہت ہے مطمئن
بھول بیٹھا ہے آگے ایک کہانی اور ہے
(راحت اندوری)

خندہ زن کفر ہے احساس تجھے ہے کہ نہیں
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں
(علامہ اقبال)

خوشی سے تو پھولے سماتے نہیں ہیں
دکھانے کو پلکیں بھگونے چلے ہیں
جنہیں مسکرانے سے فرصت نہیں تھی
مرے حال پہ آج رونے چلے ہیں
(کلیم عاجز)

خوابوں کے شوق میں کہیں آنکھیں نہ گنوا دیں
ہم سو رہے ہیں نیند نہ آنے کے باوجود
(علامہ نواز)

خشک نہ لب، نہ آنکھ تر، واہ رے حضرت جگر
جیسے کہ دور کا بھی اب عشق سے واسطہ نہیں
(جگر مرادآبادی)

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا
جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا
دل دے کہ مفت گئے ہیں کہ کچھ کام کا نہیں
الٹی شکایتیں ہوئیں کہ احسان تو گیا
(داغ دہلوی)

خاموش رہے حسب ضرورت بولے
بے وقت نہ انسان کبھی منہ کھولے
آواز شب وروز یہ دیتا ہے کوئی
توبہ سے گناہوں کی سیاہی دھولے
(مظہر محی الدین)

خشک ہو جاتے ہیں جب آنسوں تو آتا ہے لہو
غم وہ دولت ہے کبھی جس پر زوال نہیں
(کلیم عاجز)

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
(علامہ اقبال)

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے
(امیر مینائی)

خضر کی کیا ضرورت ہے ہمیں، راستے خود ہی مل جائیں گے
منزلیں جس کی محتاج ہیں، ہم کو وہ راہنما مل گیا
(خالد زاہد)

خوش میں اس لئے نہیں ہوں کہ دولتِ فکر وفن نہیں ہے
بہت سخنہائے گفتنی ہیں مگر مجالِ سخن نہیں ہے
(کلیم عاجز)

خدا کے دشمنوں کی پگڑیاں گر جائیں گی خود ہی
رسالت کا یہ پرچم اور اونچا کر دیا جائے
(خالد زاہد)

خزینہ ہوں، چھپایا مجھ کو مشت خاک صحرا نے
کس کو کیا خبر ہے میں کہاں ہوں، کس کی دولت ہوں
(علامہ اقبال)

خدا کے آگے سچ کہنا پڑے گا
زباں میری لگا لینا زباں میں
(داغ دہلوی)

خاک کے ڈھیر کو اکسیر بنا دیتی ہے
وہ اثر رکھتی ہے خاکستر پروانۂ دل
(علامہ اقبال)

خنجر پہ خون تھا میرے ہی بھائی کا
اس بار جنگ جیت کے پچھتا رہا ہوں میں
(خالد زاہد)

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں ہے
(علامہ اقبال)

خیرات دینے والے تو نے کچھ کمی نہ کی
دامن ہی اپنا تنگ تھا تو اوروں سے کیا گلہ

خوشی کے ساتھ دنیا میں ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتی ہیں شہنائیاں وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں
(داغ دہلوی)

خود اپنا وجود آپ پہ بھاری ہے
ہر کام میں نوکر کی مددگاری ہے
مشکل ہے امیر کو جگہ سے ہٹنا
دولت مندی بھی ایک بیماری ہے
(امجد حیدرآبادی)

د

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اٹھتی ہے گردوں پہ گزر رکھتی ہے
(علامہ اقبالؔ)

دار و رسن کی گود میں پالے ہوئے ہیں ہم
سانچے میں مشکلات کے ڈھالے ہوئے ہیں ہم
(شورشؔ کاشمیری)

دولت نہ حکومت، نہ سیادت اچھی
اچھا ہے وہی جس کی ہو فطرت اچھی
جس علم سے آجائے غرور انساں میں
اس علم سے سو بار جہالت اچھی
(مظہرمحی الدین مظہرؔ)

دریا میں طوفان اٹھا ہے، دریا والے جھیلیں گے
تم تو دور کھڑے ہو پیارے، تم کاہے گھبرائے ہو
(کلیم عاجزؔ)

دوسروں کو نہ غم دیا کرنا، پیار دشمن سے بھی کیا کرنا
گھیر لے جب تمہیں پریشانی، آیت الکرسی پڑھ لیا کرنا
(ماجدؔ دیوبندی)

دنیا میں آدمی کو مصیبت کہاں نہیں
وہ کون سی زمیں ہے جہاں آسماں نہیں
(داغؔ دہلوی)

دل میں پھر گریے نے اک شور اٹھایا غالبؔ
آہ جو قطرہ نہ نکلا تھا سو طوفان نکلا
(مرزا غالبؔ)

دریائے کرم جوش میں جب آتا ہے
جس چیز کی ہو جس کو طلب پاتا ہے
اس بات پہ رکھتا ہے یقیں جو مظہرؔ
مایوس ترے در سے وہ کب جاتا ہے
(مظہرمحی الدین)

دعویٰ تھا ہوش مندی کا جامیؔ ہمیں بہت
ساقی سے کیا نظر ملی کہ مخمور ہوگئے
(رحمٰن جامیؔ)

دھوپ کہیں جب دھوپ کہیں، رات کہیں جب رات کہیں
دیوانوں کی بات سمجھنا، سب کے بس کی بات نہیں
(کلیم عاجزؔ)

دیکھ اُو ناداں کر پیری کا زمانہ ہے قریب
کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہے جوانی پہ گھمنڈ
(امیرؔ مینائی)

دنیا یہ محبت کو محبت نہیں دیتی
انعام بڑی چیز ہے قیمت نہیں دیتی

دینے کو تو میں بھی اسے دے سکتا ہوں گالی
لیکن مری تہذیب اجازت نہیں دیتی

(نواز دیوبندی)

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

(علامہ اقبالؔ)

دل دیا جان کے کیوں اس کو وفادار اسدؔ
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا

(مرزا غالبؔ)

دوچار کیا سارے زمانے کے باوجود
ہم مٹ نہیں سکیں گے مٹانے کے باوجود

(نوازؔ دیوبندی)

دوستوں سے بھی محبت، دشمنوں سے بھی وفا
ہم کو اس کے ماسوا کوئی کمال آتا نہیں

(کلیم عاجزؔ)

دوچار امیدوں کے دیئے اب بھی ہیں روشن
ماضی کی حویلی ابھی ویران نہیں ہے

(ماجدؔ دیوبندی)

در در کی ٹھوکریں ہیں اب اس کے نصیب میں
جو زندگی بچی ہے وہ بدرنگ ہوگئی
جس نے میرے رسولؐ پہ انگلی اٹھائی تھی
اس کے لئے خدا کی زمیں تنگ ہوگئی

(خالد زاہدؔ)

داغ اک آدمی ہے گرما گرم
بہت خوش ہوں گے جب ملیں گے آپ

(داغؔ دہلوی)

دنیا الجھ رہی ہے تو الجھا رہا ہوں میں
آندھی سے کچھ کہہ کے ٹکرا رہا ہوں میں
مجھ پر ہنسو نہ تم میری ہمت کو داد دو
ذرہ ہوں اور پہاڑ سے ٹکرا رہا ہوں میں

(خالد زاہدؔ)

در حوادث پہ سر جھکانا مری خودی کو نہیں گوارا
میں آشیاں خود ہی پھونک لوں گا نزول برق وشرر سے پہلے

(عامر عثمانیؔ)

دربار سے پہنچے ہیں یہ دربانوں میں
مشکل سے شمار ان کا ہے انسانوں میں
کچھ علم نہیں ان کو کھرے کھوٹے کا
اس درجہ جہالت ہے مسلمانوں میں

(مظہر محی الدین)

دیوانگی ہو، عقل ہو، امید ہو کہ یاس
اپنا وہی ہے وقت پہ جو کام آگیا

(جگر مرادآبادی)

دل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے

(علامہ اقبالؔ)

دل نہیں سنگ ہے جس میں کہ تیری یاد نہیں
گھر نہیں وہ جو تیرے ذکر سے آباد نہیں
الفت شہؐ میں کچھ اس طرح گم ہوں عاقلؔ
نام احمد کے سوا کچھ بھی مجھے یاد نہیں

(حضرت عاقل حسامیؒ)

Scanned by CamScanner

دشمنی جب کسی سے ہوتی ہے
ابتداء دوستی سے ہوتی ہے

در کبریا پہ جھکاؤ سر، در مصطفیٰ سے لگاؤ دل
یہ جو سر ہے اس کو بناؤ سر، یہ جو دل ہے اس کو بناؤ دل
(نواز دیوبندی)

دل کے پھپولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
(داغ دہلوی)

دم زندگی رم زندگی غم زندگی سم زندگی
غم رم نہ کر، سم غم نہ کھا کہ یہ ہے شان قلندری

داتا کی شان یہ ہے کہ جاری ہو اس کی دین
سالک کا شیوہ یہ ہے کہ دامن پسار دے
(صفی اورنگ آبادی)

دوست کو دشمن سمجھنا بے وقوفی ہے صفی
کیا نہیں پہچان سکتے خوئے دشمن خوئے دوست
(صفی اورنگ آبادی)

ڈ

ڈھونڈتی ہیں جس کو آنکھیں وہ تماشا چاہئے
چشم باطن جس سے کھل جائے وہ جلوا چاہئے
(علامہ اقبال)

ڈھانپا کفن نے داغ عیوب برہنگی
میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا
(مرزا غالب)

ڈھونڈھ لیتی ہے لاکھ میں یکتا
کوئی دیکھے مری نظر کی تلاش
(داغ دہلوی)

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اے اقبال اپنے آپ کو
آپ ہی گویا مسافر آپ ہی منزل ہوں میں
(علامہ اقبال)

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا

(علامہ اقبالؔ)

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں، ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت و غم، اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

ڈوبتی شاموں کو اک رنگیں منظر دے گیا
ایک پیاسا کتنی آنکھوں کو سمندر دے گیا
ڈرتا ہوں دیکھ کر دل بے آرزو کو میں
سنسان گھر یہ کیوں نہ ہو مہمان تو گیا

(داغؔ دہلوی)

ڈھونڈتی ہیں جسے مری آنکھیں
وہ تماشا نظر نہیں آتا

(نامعلوم)

ڈر کر خدا سے دل کا لگاؤ ہمارے مول
اس میں تو شک نہیں کہ یہ مفلس کا مال ہے

ڈھونڈ سکتا ہوں میں خود جلوۂ منزل اپنا
ساتھ میرے کوئی رہبر ہو یہ ضروری تو نہیں

(تنویر واحدی)

ڈرے گا کوئی اگر دھوپ میں نکلنے سے
نہ ختم ہوگا سفر سائے سائے میں چلنے سے

(تنویر واحدی)

ذ
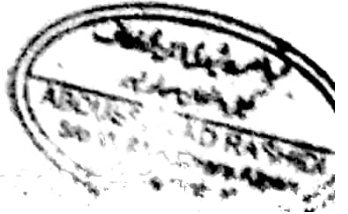
ذکر رسول کر نہیں سکتے زبان سے
توفیق جب تلک نہ ملے آسمان سے

(ماجدؔ)

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا

(مرزا غالبؔ)

ذکر یوں ہوتا ہے ترا دیوانوں کے بیچ
جیسے رکھ دے کوئی مینا خالی پیمانوں کے بیچ
پھر ہے کچھ سچ اور حقیقت کی توقع دوستو
اک دکان پتھر کی بھی ہو آئینہ خانوں کے بیچ

(نوازؔ دیوبندی)

ذوق حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمان خلیل
ورنہ خاکستر ہے میری زندگی کا پیرہن

(علامہ اقبالؔ)

ذکر اہل وفا کا جب نکلا
داغ ان کی زبان سے نکلا

(داغؔ دہلوی)

ذرہ ذرہ بھر ہے گا اک جہان رنگ و بو
چپہ چپہ ہو رہا ہے مہد دیبان بہار

(اصغر گونڈوی)

ذرا خبردار قیدیوں سے چمن میں فصل بہار آئی
پھر اگلی زنجیر پا کے حلقے، جنوں کے سانچے میں ڈھل رہے ہیں

(آرزو لکھنوی)

ذرے ذرے سے صدائے باز گشت آنے لگی
اور کیا ہوتا اثر ظالم تری تقریر کا

(بیخود موہانی)

ذوق پابند وفا کیوں رہے محروم وفا
عشق مجبور سہی، حسن تو مجبور نہیں

(صفی)

ذکر وفا پہ ہنسنے لگا سب کے سامنے
دیوانہ دل کا راز سر عام کہہ گیا

ذرے ذرے میں بے حجاب ہیں وہ
جن کو دعویٰ ہے منہ چھپانے کا

ذوق منزل شرط ہے کیا قربتیں، کیا فاصلے
ہم نے دیکھے پھیلتے لمحے، سمٹتے راستے

(وسیم بریلوی)

ذلت کی جگہ نہیں ہے آنا اچھا
بے غیرت کا جہاں سے جانا اچھا
ملتا ہے جو کھانا گالیاں کھا کھا کر
ایسے کھانے سے زہر کھانا اچھا

(امجد حیدرآبادی)

ر

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

(علامہ اقبال)

رگوں میں بھر کے فروغ جمال الا اللہ
نظر میں شعلگی لا الہ پیدا کر
یہی زمیں ترا مسکن یہی ترا مدفن
اسی زمیں سے تو مہر و ماہ پیدا کر

(جگر مرادآبادی)

روشنیوں کی دھوم ہے لیکن اندھیرا عام ہے
صبح بھی ایسی نظر آتی ہے گویا شام ہے

(کلیم عاجز)

رفیقوں سے رقیب اچھے جو جل کر نام لیتے ہیں
گلوں سے خار بہتر ہے جو دامن تھام لیتے ہیں

(نامعلوم)

ریت کے ذروں کو ان کی بے زبانی کھا گئی
منجمد پتھر کو دریا کی روانی کھا گئی

(نواز دیوبندی)

راہِ وفا کا رہرو ہوں، کانٹوں پہ چلنا ہے مجھ کو
کرب وبلا سے ڈرنے والا، ہرگز میرے ساتھ نہ آئے

(عامر عثمانی)

رشتۂ خون توڑ ڈالا ہے
سچ کا مضمون توڑ ڈالا ہے
آج وہ دیش بھگت بنتا ہے
جس نے قانون توڑ ڈالا ہے

(ماجد دیوبندی)

رقیبوں کی بات ہو رہی ہے تیری محفل میں
ذرا سی بات ہم کہہ دیں ابھی کہرام ہو جائے

راہ فرار موت ہے یہ جاننے کے بعد
مقتل میں لے گیا ہمیں زندگی کا شوق

(نواز دیوبندی)

راہ گزر بتا ہم کو، راہبر کریں کس کو
معتبر زمانے میں شخصیت نہیں ملتی
سب کے نقلی چہرے ہیں سب کا ایک عالم ہے
اب کسی کے چہرے پر اصلیت نہیں ملتی

(الطاف ضیاء)

راکھ تلے چنگاری رکھ
کچھ تو پردہ داری رکھ
امن ضروری ہے لیکن
جنگ کی بھی تیاری رکھ

(نواز دیوبندی)

رکھنا ہے کہیں پاؤں تو رکھو ہو کہیں پاؤں
چلنا ذرا آیا ہے تو اترائے چلو ہو

(کلیم عاجز)

رہے خیال کہ شاخوں پہ آشیاں بھی ہیں
شجر پر ظلم کا پتھر اچھالنے والے

(الطاف ضیاء)

رو کے ہم دوستوں سے کیا کہتے
اپنے غم پتھروں سے کیا کہتے
ہم انہیں دیکھ کر رہے خاموش
آئینے آئینوں سے کیا کہتے

(نواز دیوبندی)

رکھتے ہیں خضر سے نہ غرض رہنما سے ہم
چلتے ہیں بچ کے دور ہر اک نقش پا سے ہم

(جگر مرادآبادی)

راحت سے احتیاط، مصیبت سے ارتباط
عاجز یہ اور کیا ہے جو دیوانہ پن نہیں

(کلیم عاجز)

رندانِ بے ریا کی ہے صحبت کے نصیب
زاہد بھی ہم میں بیٹھ کے انساں ہوگیا

(داغ دہلوی)

راہِ طلب میں جذبۂ کامل ہو جس کے ساتھ
خود اس کو ڈھونڈ لیتی ہے منزل کبھی کبھی

رستے بھر رو رو کے پوچھا ہم سے پاؤں کے چھالوں نے
بستی کتنی دور بسالی دل میں بسنے والوں نے

رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد
سرخ رو ہوتا ہے انساں ٹھوکر کھانے کے بعد

راز اپنا اگر انساں پہ ہویدا ہو جائے
انسان فرشتوں سے بھی اونچا ہو جائے
امجد وہ شخص کیا نہیں کر سکتا
جس کو اللہ پہ بھروسہ ہو جائے
(امجد حیدرآبادی)

ز
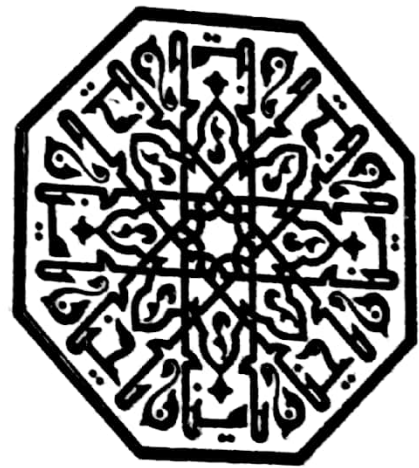
زمیں سے قدم عرش پر لے گیا
فرشتوں سے بازی بشر لے گیا
(داغ دہلوی)

زندگی ایسی جیو کہ دشمن کو رشک ہو
موت ہو ایسی کہ زمانہ دیر تک ماتم کرے
(نواز دیوبندی)

زائرین کعبہ سے اقبال یہ پوچھے کوئی
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں
(علامہ اقبال)

زندگی غنیمت ہے نیکیاں کما لیجئے
جان کا بھروسہ کیا یہ تو آنی جانی ہے
(حضرت عاقل حسامیؒ)

زخم کا مرہم، درد کا درماں، بیچ کے آئے ہیں
ہم لمحوں کا سودا کرکے صدیاں بیچ کے آئے ہیں
(نواز دیوبندی)

زلفوں کی تو فطرت ہے لیکن مرے پیارے
زلفوں سے زیادہ تمہیں بل کھائے چلو ہو
(کلیم عاجز)

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں
(نامعلوم)

زندگی جس کو کہتے ہیں فراموش ہے یہ
خواب ہے، غفلت ہے، سرمستی ہے، خاموشی ہے یہ
(علامہ اقبالؔ)

زرپرستوں کو ہے انکار تو انکار کریں
میرا ایمان ہے غریبوں کا خدا آج بھی ہے
(شورشؔ کاشمیری)

زبان ودل محوِ کشمکش ہیں، کسی میں بھی حوصلہ نہیں ہے
دعا شریکِ زباں نہیں ہے، زباں شریکِ دعا نہیں ہے
(عامرؔ عثمانی)

زاہد لحاظ رکھ نہ گل ہو چراغ زہد
جھوکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا
(امیرؔ مینائی)

زباں سے حضرت ناصح کو کیا بتائیں ہم
یہ دل کی چوٹ ہے کھائے تو ہو مزا معلوم
(کلیم عاجزؔ)

زندہ رہنا تو پھر خود کو مٹانا سیکھو
گھٹ کے مرتے ہیں سدا جان بچانے والے
(ماجدؔ دیوبندی)

زمانے کے چین سیکھے ہیں تو نے
کسی کا دوست ہے تو دشمن کسی کا
(داغؔ دہلوی)

زمانہ جانتا ہے کس کا دامن چاک کتنا ہے
ترے بدنام کرنے سے کوئی بدنام کیا ہوگا
(کلیم عاجزؔ)

زاہدوں کی توبہ ٹوٹی، لڑکھڑایا پائے شیخ
کچھ عجب مستانہ، رت ہے ساقیا برسات کی
(امیرؔ مینائی)

زخم دل مانگتے ہیں اور دعا دیتے ہیں
ہم سا سائل کوئی اے کرم دیکھا ہے
(کلیم عاجزؔ)

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے
(علامہ اقبالؔ)

زیبا نہیں ہے دعوئ عشق نبیؐ ابھی
صورت بنی ہے ان کی نہ سیرت بنی ابھی
(حضرت عاقل حسامیؒ)

زندگی پاک گزاریئے عاقل تاکہ
آپ کو یاد کرے خلقِ خدا آپ کے بعد
(حضرت عاقل حسامیؒ)

زورِ بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

زندگی کیا ہے خود ہی سمجھ جاؤ گے
بارشوں میں پتنگیں اڑایا کرو
(راحت اندوری)

زیب تن کرکے نہ نکلو کبھی شبنم کی قبا
وقت کی دھوپ بڑی تیز ہے مر جاؤ گے

زباں پہ حرف شکایت میں لاؤں گا کیسے
میں اپنی ظرف کو نیچا دکھاؤں گا کیسے
یہاں تو ہر کوئی خود ساختہ ہے دانشور
انہیں پیام محبت سناؤں گا کیسے
(تنویر واحدی)

راہ خدا سے ہٹ نہیں سکتا کبھی قدم
انسان کے دماغ میں جب تک خلل نہ ہو
اس علم پر ہے علم کا اطلاق ہی غلط
جس علم کا نتیجۂ لازم عمل نہ ہو
(امجد حیدر آبادی)

زندگی کچھ اور شئی ہے علم ہے کچھ اور شئی
زندگی سوز جگر ہے، علم ہے سوز دماغ
(علامہ اقبال)

سب سے افضل سب سے پیارا تیرا نام
مرے مالک برکت والا تیرا نام
(ماجد دیوبندی)

سارے دروں کو چھوڑ کے اک در پہ پڑ کے دیکھ
پانی ضرور نکلے گا ایڑی رگڑ کے دیکھ
کوئی بولہب نہ مٹا پائے گا تجھے
پاگل میرے رسول کا دامن پکڑ کے دیکھ
(خالد زاہد)

سونے والوں کو جگا دے شعر کے اعجاز سے
خرمن باطل جلا دے شعلۂ آواز سے
(علامہ اقبال)

سامان تجارت میرا ایمان نہیں ہے
ہر در پہ جھکے سر یہ میری شان نہیں ہے
(ماجد دیوبندی)

سچ بولنے کے طور طریقے نہیں رہے
پتھر بہت ہیں شہر میں شیشے نہیں رہے
(نواز دیوبندی)

سر اب بھی کٹ رہے ہیں نمازوں میں دوستو
افسوس تو یہ ہے کہ وہ سجدے نہیں رہے
(نواز دیوبندی)

سینے کے زخم پاؤں کی زنجیر دیکھ لے
میسور میں رکھی ہوئی شمشیر دیکھ لے
پھر اس کے بعد دیکھ نہ مجھے شک کی نگاہ سے
پہلے مرے بزرگوں کی تصویر دیکھ لے
(خالد زاہد)

سر کاٹ کے پھر سر پہ میرے وار کرے گا
یہ کام کوئی اور نہیں یار کرے گا
(الطاف ضیاء)

ستم گر وقت کا تیور بدل جائے تو کیا ہوگا
مرا سر اور تیرا پتھر بدل جائے تو کیا ہوگا
امیرو کچھ نہ دو طعنے تو مت دو ان فقیروں کو
ذرا سوچو اگر منظر بدل جائے تو کیا ہوگا
(نواز دیوبندی)

سودا گری نہیں ہے یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر، جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے
(علامہ اقبال)

سب یہ کردار کی بدولت ہے
ٹھوکروں میں تیری حکومت ہے

اک رہائی تو مل گئی لیکن
اس کی باقی ابھی عدالت ہے
(ماجد دیوبندی)

ستم کئے جاؤ ہم بھی حاضر ہیں
ہمیں حوصلہ دیکھنا ہے کسی کا
(داغ دہلوی)

سیرت مصطفیٰ پڑھیں ماجد
خود کو انساں اگر بنانا ہے
(ماجد دیوبندی)

سفر میں مشکلیں آئیں تو جرأت اور بڑھتی ہے
کوئی جب راستہ روکے تو ہمت اور بڑھتی ہے
مری کمزوریوں پر جب کوئی تنقید کرتا ہے
دشمن کیوں نہ ہو اس سے محبت اور بڑھتی ہے
(نواز دیوبندی)

ستم پہ خوش، کبھی لطف وکرم سے رنجیدہ
سکھائیں تم نے ہمیں کج ادائیاں کیا کیا
(فیض احمد فیض)

سچ تو یہ ہے کہ آپ کی نیت بدل گئی
اور ہم سمجھ رہے تھے کہ زمانہ بدل گیا
(نامعلوم)

سن کے حیران ہوئے جاتے ہیں ارباب چمن
آخرش کونسی پاگل نے دعا مانگی ہے
(کلیم عاجز)

سنا ہے کہ شریفوں پہ لوگ ہنستے ہیں
تو شکریہ کہ ہمیں مستند کیا تم نے
(نواز دیوبندی)

سنہری کرسیوں پہ ناز نہ کیجئے
خدا کمیں کو بھی سرفراز کرتا ہے
یقیں جانئے روز ازل سے رب جہاں
حرام زادے کی رسی کو دراز کرتا ہے
(ساغر خیامی)

سچ تو یہ ہے جہاں میں حرف عبث ہے دوستی
نام کے آدمی ہیں کام کے آدمی نہیں
(عامر عثمانی)

سربلندی پہ تو مغرور تھے ہم بھی لیکن
چڑھتے سورج پہ زوال آیا تو دل کانپ گیا
(نواز دیوبندی)

سیاست میں ضروری ہے رواداری سمجھتا ہے
روزہ نہیں رکھتا افطاری سمجھتا ہے
میں سانس تک لٹا سکتا ہوں اس کے اشارے پر
مگر وہ میرے ہر وعدے کو سرکاری سمجھتا ہے
(راحت اندوری)

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا
(علامہ اقبال)

سو بار کی تم نے گناہ سے توبہ
پھر ہوگئے مرتکب خطائے توبہ
مالک سے خلاف عہد کب تک فاضل
توبہ شکنی سے پہلے کیجئے توبہ
(حضرت علامہ فاضل حیدرآبادی)

سر چڑھ کے بولنے لگی ہے تنکوں کی سرکشی
شعلہ بنے بغیر اب اپنا گزر نہیں
(نعیم اختر)

سو ظلم کئے تم نے ایک آہ نہ کی ہم نے
وہ ظرف تمہارا تھا یہ ظرف ہمارا ہے

سائل پہ خفا یوں میرے پیارے نہیں ہوتے
کیا مانگنے والوں کے گزارے نہیں ہوتے
محفل سے نکالا ہے مجھے ناکارہ سمجھ کر
کیا چاند کے نزدیک ستارے نہیں ہوتے
(داغ دہلوی)

شکست سے یہ کبھی آشنا ہوتا نہیں
نظر سے چھپتا ہے لیکن فنا ہوتا نہیں
(علامہ اقبال)

شجر کی شاخ پہ جب بھی ثمر لہرانے لگتے ہیں
وہ کچے ہوں کہ پکے ہوں اس پر پتھر آنے لگتے ہیں
(الطاف ضیاء)

شبنم تو رو کے دے گئی اپنا ثبوت غم
آنکھوں میں ہوں نہ اشک تو بتلاؤ کیا کریں
(نواز دیوبندی)

شام ایسی نہ اب ایسی سحر مانگ رہی ہے
دنیا نئی دنیا کی خبر مانگ رہی ہے
معلوم نہیں تم کو پتہ ہے کہ نہیں ہے
کچھ تم سے زمانے کی نظر مانگ رہی ہے
(کلیم عاجز)

شمع صفت جب کبھو مر جائیں گے
ساتھ لیئے داغ جگر جائیں گے
(میر تقی میر)

شور پسند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا
آپ سے کوئی پوچھے تم نے کیا مزا پایا
(مرزا غالب)

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے
(علامہ اقبال)

شاید یہ تکبر کی سزا مجھ کو ملی ہے
ابھرا تھا بڑی شان سے اب ڈوب رہا ہوں
(الطاف ضیاء)

شہروں شہروں خونریزی میں شیطانوں کا نام نہ لو
اس سازش کے پیچھے کوئی انسان بھی ہو سکتا ہے
(نواز دیوبندی)

شعلہ تھا جل بجھا ہوں ہوائیں مجھے نہ دو
میں کب کا جا چکا ہوں صدائیں مجھے نہ دو
(احمد فراز)

شبنم سے فقط کام چلا ہے نہ چلے گا
پھولوں کی زباں خونِ جگر مانگ رہی ہے
(کلیم عاجز)

شیشہ کا محل آپ نے بنوا تو لیا ہے
پتھر کا زمانہ ہے مگر یہ نہیں سوچا
(نواز دیوبندی)

شیخ جو ہے مسجد میں، ننگا رات کو تھا میخانے میں
جبہ، خرقہ، کرتا، ٹوپی مستی میں انعام کیا
(میر تقی میر)

شناسائی نہیں اپنائیت دے
مجھے شہرت نہیں مقبولیت دے
مجھے اقبال کا لہجہ عطا کر
مرے اشعار کو آفاقیت دے
(نوازؔ دیوبندی)

شوخی نے تیری کام کیا اک نگاہ میں
صوفی ہے بت کدہ میں صنم خانقاہ میں
(داغؔ دہلوی)

شکر ہے کہ میں احسان فراموش نہیں
عمر بھر آپ کا بخشا ہوا غم یاد رہا
(کلیم عاجزؔ)

شیشہ گروں کے ہاتھ میں پتھر بھی دیکھ لے
اے عکس آ یہ آخری منظر بھی دیکھ لے
(عرفان صدیقی)

شرافت کا پتہ چلتا ہے
جب وہ غصہ میں بھر کر بولتا ہے
(نوازؔ دیوبندی)

شکوہ کیا تھا از راہِ الفت طنز سمجھ کر روٹھے ہو
ہم بھی ہیں نادم اپنی خطا پر، آؤ تم بھی جانے دو
(اثرؔ لکھنوی)

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے
وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہوگئے
(علامہ اقبالؔ)

ص

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے
ترے کعبہ کو جبینوں سے بسایا ہم نے
ترے قرآں کو سینوں سے لگایا ہم نے
(اقبالؔ)

صحبت میں بری رہ کے برا بنتا ہے
صحبت میں بھلی رہ کے بھلا بنتا ہے
ماں باپ کا کرتا ہے ادب جو بچہ
وہ بچہ بڑا ہو کے بڑا بنتا ہے
(مظہر محی الدین)

صدیوں کی تہذیب تھی لیکن تیز ہوائے فیشن نے
گھر کی بہوویں، بیٹیاں کیا ہیں، ماؤں کے سر کھول دیئے
(نوازؔ دیوبندی)

صادق ہوں اپنے قول میں غالب کہ خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے
(مرزا غالب)

صاف ذہنوں کی آزمائش کی
ملک کے ساتھ مل کے سازش کی
دیکھنا ہے نتیجہ کیا ہوگا
چور نے چور کی سفارش کی
(ماجد دیوبندی)

صدائے لن ترانی سن کے اے اقبال میں چپ ہوں
تقاضوں کی کہاں طاقت ہے مجھے فرقت کے مارے میں
(علامہ اقبال)

صرف وہم وگماں سے ملتی ہے
جب زمیں آسماں سے ملتی ہے
شیش محلوں سے طنزیہ جملے
بھیک کچے مکانوں سے ملتی ہے
(نواز دیوبندی)

صبا سے کرتے ہیں غریب نصیب ذکرِ وطن
تو چشم صبح میں آنسوں بھرنے لگتے ہیں
(داغ دہلوی)

صد حیف کہ توحید ورسالت کے امیں
فرسودہ روایات پہ کرتے ہیں یقیں
یہ بات ذرا کوئی بتائے ان کو
اسلام میں ہوتے ہیں خرافات کہیں
(مظہر محی الدین)

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کروں
اڑنے کا حوصلہ ہی نہیں بال و پر میں ہے
(امیر مینائی)

صدا دی جب درِ دل پر یہ دنیا کے کہ حاضر ہوں

ندا آئی پلٹ جا تیری گنجائش نہیں دل میں
(جوش الہ آبادی)

صیاد آپ حلقۂ دام ستم بھی آپ
بام حرم بھی طائرِ بام حرم بھی آپ
(علامہ اقبال)

صبا خاک دل سے بچا اپنا دامن
ابھی اس میں چنگاریاں اور بھی ہیں
(جگر مرادآبادی)

صیاد کی نظر میں وہ نشتر سے کم نہیں
اک لرزش خفی جو مرے بال و پر میں ہے
(جگر مرادآبادی)

صورت فانی سے آخر کیوں یہ پہچانے گئے
مجھ کو حیرت ہے کہ یہ بت کیوں خدا جانے گئے
اک زمانے میں یہ خواہش تھی کہ جانیں لوگ ہم کو
اب یہ رونا ہے کہ ہم کیوں اس قدر جانے گئے
(اکبرالہ آبادی)

صفی ہر آدمی قسمت کا اچھا ہوتا نہیں
مقدر بھی جو ملتا ہے تو ملتا ہے مقدر سے
(صفی اورنگ آبادی)

ضمیر مغرب ہے تاجرانہ، ضمیر مشرق ہے راہبانہ
وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ
(علامہ اقبال)

ضائع فرما نہ سرفروشی کو مری
مٹی میں ملا نہ گرم جوشی کو مری
آیا ہوں کفن پہن کے اے ربِّ غفور
دھبہ نہ لگے سپید پوشی کو مری
(امجد حیدرآبادی)

ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں
بھولے سے اس نے سینکڑوں وعدے وفا کئے
(نامعلوم)

ضبط غم کے بجائے رو رو کر
شہد نمکین کر رہے ہیں آپ
(نواز دیوبندی)

ضرور فیصلہ کیجئے جنوں کی قسمت کا
مگر یہ فیصلہ دار ورسن سے کیا ہوگا
(کلیم عاجز)

ضبط لازم ہے مگر دکھ ہے قیامت کا فراز
ظالم اب کے بھی نہ روئے گا تو مر جائے گا
(احمد فراز)

ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخرش پاش پاش
حاکمیت کا بتِ سنگین دل و آئینہ رو
(علامہ اقبال)

ضعف میں طعنہ اغیار کا شکوہ کیا کروں
بات تو کچھ سر تو نہیں ہے کہ اٹھا بھی نہ سکوں
(نامعلوم)

ضبط غم فراق کی دل میں کہاں سکت
ظالم کے روٹھنے کی ادا کیا کرے گی آج
(نواز دیوبندی)

ضعف پیری بڑھ گیا زورِ جوانی گھٹ گیا
اب عصا بنوائیے نخلِ تمنا کاٹ کر
(علامہ اقبال)

ط
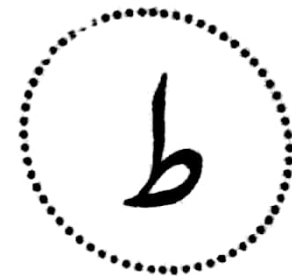
طعن اغیار ہے رسوائی ہے ناداری ہے
کیا ترے نام پہ مرنے کا عوض خواری ہے
(علامہ اقبال)

طوفانِ حوادث سے سنبھل جاتی ہے
یا دور بلاؤں سے نکل جاتی ہے
آئے نہ یقین جو اس پہ تو کرکے دیکھو
تقدیر دعاؤں سے بدل جاتی ہے
(مظہر محی الدین مظہر)

طور پر لاکھ موسیٰ سے ہو گفتگو
عرش اعظم پہ دیدار اپنی جگہ
(نواز دیوبندی)

طلب کی راہ میں یہ کیا مقام ہے عامر
تھکے نہیں ہیں مگر پاؤں ڈگمگائے ہیں
(عامر عثمانی)

طے ہیں گر پہلے سے سارے فیصلے
پھر مرا انکار کیا، اقرار کیا

طوفانِ مصائب کو مسرت نہیں کہتے
جس شئے کو فنا ہو اسے نعمت نہیں کہتے

طلب ہوئی ہے گواہی کو اک بریدہ زباں
ہمارے قتل میں کچھ تو خصوصیت ہوگی

طلب میں تیزگامی ہر جگہ موزوں نہیں ہوتی
جہاں بھی وقت ٹھہرائے ٹھہر جانا ہی بہتر ہے

طلب عاشق صادق میں اثر ہوتا ہے
گو ذرا دیر میں ہوتا ہے مگر ہوتا ہے

طوفان میں حادثوں میں غموں کے ہجوم میں
جس میں ہے ظرف وحوصلہ وہ مسکرائے گا
(تنویر واحدی)

ظ

ظالم یہ چاہتا ہے کہ پہچان چھوڑ دیں
گھبرا کے ہم رسول کا فرمان چھوڑ دیں
مرنا ہمیں قبول ہے مر جائیں گے مگر
ممکن نہیں کہ دولت ایمان چھوڑ دیں
(خالد زاہد)

ظاہر و باطن رکھیو یکساں جمالؔ
ہے یقیناً عیب داں اپنا اللہ
(حضرت شاہ جمالؔ)

ظلم اب بھی وہی کرتے ہو جو کرتے آئے ہو
تم ستمگر ہی فقط ہو ستم ایجاد نہیں
(کلیم عاجز)

ظاہر ہیں ذرے ذرے میں اللہ کے نشاں
پردوں میں وہ پنہاں ہے مگر پھر بھی ہے عیاں
(عبید اللہ ہاشمی)

ظاہراً توڑ لیا ہم نے بتوں سے رشتہ
پھر بھی سینے میں صنم خانہ بسا ہے یارو
(عامر عثمانی)

ظرف کی بات ہے کانوں کی خلش دل میں لئے
لوگ ملتے ہیں تر و تازہ گلابوں کی طرح

ظالم ابھی ہے فرصت توبہ نہ دیر کر
وہ ابھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا
(محمد شفیع)

ظلم پر داد جفاؤں پہ عطا دیکھی ہے
آج کے دور میں ہر چیز روا دیکھی ہے

ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے
اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے
(مرزا غالب)

ظالم نے کیا نکالی رفتار رفتہ رفتہ
اس چال پر چلے گی تلوار رفتہ رفتہ
(داغ دہلوی)

ظرف کم ظرفی سے بھر سکتا نہیں
پانی چلو میں ٹھہر سکتا نہیں
(ثاقب)

ظفر ایسی نہیں ہے کوئی محفل اس زمانے میں
جہاں کچھ حرف گیری اور سخن چینی نہیں ہوتی
(بہادر شاہ ظفر)

ظفر اسے آدمی نہ جانیے گا ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا
(بہادر شاہ ظفر)

ع

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
(علامہ اقبالؔ)

عقائد سے خصائل کو سدھارا ہے محمدؐ نے
خدا کی یاد سے دل کو سنوارا ہے محمدؐ نے
(حضرت شاہ جمال)

علاج درد دل مسیحا تم سے ہو نہیں سکتا
تم اچھا کر نہیں سکتے میں اچھا ہو نہیں سکتا

علم انسان کو انسان بنا دیتا ہے
علم بے مایہ کو سلطان بنا دیتا ہے
علم اللہ جسے دے اسے توفیق بھی دے
ورنہ یہ وہ ہے کہ شیطان بنا دیتا ہے

عالم پناہ اور نہ سلطان جائیں گے
جنت میں تو بس صاحب ایمان جائیں گے
(ہاشم فروز آبادی)

عطا ایسا بیاں مجھ کو ہوا رنگیں بیانوں میں
کہ بام عرش کے طائر ہیں میرے ہم زبانوں میں
(علامہ اقبال)

عمارت پہ نہ جا کچھ نہیں شاہوں کی محفل میں
محبت کا خزانہ ہے مرے ٹوٹے ہوئے دل میں
(جوشؔ ملیح آبادی)

عجیب لوگ ہیں پہلے ہوائیں مانگتے ہیں
ہوا چلے تو ہوا سے پناہ مانگتے ہیں
چراغ خود ہی بجھائے ہیں اپنے دامن سے
چراغ بجھنے لگے تو دعائیں مانگتے ہیں
(نوازؔ دیوبندی)

عقل کے پیچھے زمانہ ٹھوکر کھاتا ہوا
یوں چلا ہے جیسے کوئی دیوانہ چلے
(کلیم عاجزؔ)

عدو کی گالیاں کھانی پڑی ہیں
بہت مہنگا ہے خوش گفتار رہنا
(نوازؔ دیوبندی)

عجب واعظ کی دین داری ہے یارب
عداوت ہے اسے سارے جہاں سے
(علامہ اقبالؔ)

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے
(مرزا غالبؔ)

عشق کے مراحل میں وہ بھی وقت آتا ہے
آفتیں برستی ہیں دل سکون پاتا ہے
(عامر عثمانی)

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لا یحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر
(علامہ اقبال)

عاشق محمدؐ ہے غیر کا نہیں عاقل
عشق مصطفیٰ باقی عشق غیر فانی ہے
(حضرت عاقل حسامیؒ)

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں
(علامہ اقبال)

عمر جتنی بڑھتی ہے اور گھٹتی جاتی ہے
سانس جو بھی آتا ہے لاش بن کے جاتا ہے
(عامر عثمانی)

عزائم کو سینوں میں بیدار کردے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کردے
(علامہ اقبال)

عبادت کی طرح میں یہ کام کرتا ہوں
مرا اصول ہے پہلے سلام کرتا ہوں
مخالفت سے میری شخصیت سنورتی ہے
میں دشمنوں کا بڑا احترام کرتا ہوں

عہدِ حاضر کی ہوا راس نہیں ہے اس کو
اپنے نقصان کا احساس نہیں ہے اس کو
(علامہ اقبال)

عرضِ مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا مجھے
نیت ہو نیت اگر تیری تو کیا پرواہ مجھے
(علامہ اقبال)

عالم کے لئے قاضی حاجات ہے بات
جاہل کے لئے موردِ آفات ہے بات
بات ہی ہے جو نہ کرنی آئے
بات کرنی اگر آئے تو کرامات ہے بات
(حضرت عاقل حسامیؒ)

عقابی شان سے جھپٹے تھے وہ بے بال و پر نکلے
ستارے شام کے خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے
ہوئے مدفون دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو بن کر گہر نکلے
(علامہ اقبال)

عرش تک ہو نہیں سکتی جو رسائی سہی
یہی انسان کی معراج ہے کہ انسان ہوجائے
(جگر مرادآبادی)

عیب و ہنر نہ پوچھو تم آدمی میں کیا ہے
تم میں بھی کچھ نہ کچھ ہے پیارے ہمیں میں کیا ہے
(بہادر شاہ ظفر)

غلامی میں کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
(علامہ اقبال)

غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے
(مرزا غالب)

غلط بدنامیوں سے منہ چھپانے کو جہاں پہونچے
ہمیں بدنام ورسوا کرنے والے وہاں پہونچے
(کلیم عاجز)

غیر سے ملتے ہو چھپ کر یہ کہا ہے ہم پر
واہ بس دیکھ لیا ہم نے تمہارا اخلاص
(داغ دہلوی)

غم کی بڑھتی ہوئی یورش سے نہ گھبرائے عامر
غم بھی اک منزلِ راحت کا نشاں ہوتا ہے
(عامر عثمانی)

غم کے مارو چلو وہیں پہ چلیں
بے ٹھکانوں کا جو ٹھکانہ ہے
(ماجد دیوبندی)

غنیمت ہے کہ وہ کرتے نہیں بات
ہماری موت ہے ان کی زباں میں
(داغ دہلوی)

غمِ حیات کے سائے مہیب مت کرنا
کسی غریب کو دل کا غریب مت کرنا
میں امتحاں کے قابل نہیں مرے مولا
مجھے گناہ کا موقع نصیب مت کرنا
(نواز دیوبندی)

غیروں سے التفات پہ ٹوکا تو یہ کہا
دنیا میں بات بھی نہ کریں کیا کسی سے ہم
(داغ دہلوی)

غنچے بھی مضمحل ہیں صبا بھی علیل ہے
یہ دور انقلابِ چمن کی دلیل ہے
(شورش کاشمیری)

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگانِ خدا پر زباں دراز کرے
(علامہ اقبال)

غرض کسی سے نہ اے دوستو کبھو رکھیو
بس اپنے ہاتھ یہاں اپنی آبرو رکھیو
(کلیم عاجز)

غیر کو اپنا بنا لیتے ہیں ہم وقت پر
دوست کو دشمن بنانا کوئی ہم سے سیکھ لے
(داغ دہلوی)

غالباً یاس کی معراج پہ آپہنچا ہوں
نہ طلب ہے نہ توقع نہ گلہ ہے یارو
(عامر عثمانی)

ضرور آیا کرو جلسے میں عاجز
نہ آؤ تو سناٹا لگے ہے
(کلیم عاجز)

غیر آیا ہے عیادت کو اگر آنے دو
وہ بھی کم بخت مری جاں کو رو جائے گا
(داغ دہلوی)

غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک
(مرزا غالب)

غرور کرکے عبث کیوں گناہگار بنے
بنا ہے خاک سے انساں تو خاکسار بنے

غم حبیب، غم زندگی، غم دوراں
یہ اہتمام ہے دو دن کی زندگی کے لئے

غبارِ کارواں سے کارواں کو میں نے پہچانا
جہاں جلتی تھی شمع، اڑ رہی ہے خاک پروانا
(کلیم عاجز)

غرض اس طرح اندھا بنا دیتی ہے انساں کو
کہ ہر نا آشنا بھی آشنا معلوم ہوتا ہے
(صفی اورنگ آبادی)

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
(علامہ اقبال)

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

فضول تیز ہواؤں کو دوش دیتا ہے
اسے چراغ جلانے کا حوصلہ کم ہے
(نواز دیوبندی)

فضل خدا سے رشتہ توڑے، شرکِ جلی سے ناطہ جوڑے
دیر سے بیٹھا ہے اک صوفی، قبر ولی پہ آس لگائے
(عامر عثمانی)

فائدہ کیا سوچ آخر تو بھی دانا ہے اسد
دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائے گا
(مرزا غالب)

فتنہ نہیں ہوں جس کو اٹھایا کرے فلک
مجھ سے گرے ہوئے کو اٹھایا نہ جائے گا

(داغ دہلوی)

فضائے زندگی کی ظلمتوں کے مرثیہ خوانوں
اندھیروں ہی کے دم سے امتیاز نور ہوتا ہے

(عامر عثمانی)

فریب کھائے شریک سفر سے وہ ہم نے
اب اپنے جسم کی پرچھائیوں سے ڈرتے ہیں
ہمارے دور کی نادانیاں تو مخلص ہیں
ہم اپنے دور کی دانائیوں سے ڈرتے ہیں

(نواز دیوبندی)

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

(علامہ اقبال)

فضا میں گونجتا ہے نالۂ جواں اپنا
نہ ہم سخن کوئی باقی نہ ہم زباں اپنا

(شورش کاشمیری)

فضا اداس ہے رُت مضمحل ہے میں چپ ہوں
جو ہو سکے تو چلا آ کسی کی خاطر تو
فراز تو نے اسے مشکلوں میں ڈال دیا
زمانہ صاحب زر اور صرف شاعر تو

(احمد فراز)

فتح وظفر یا غلبہ وکثرت، کوئی نہیں معیار صداقت
ہر حالت میں ہر صورت میں حق ہے حق اور باطل باطل

(عامر عثمانی)

فاقہ کشی میں خوش ہوں پر اتنا تو دے مجھے
شرمندگی نہ ہو کسی مہماں کے سامنے

(نواز دیوبندی)

فطرت کی مشیت بھی بڑی چیز ہے لیکن
فطرت کبھی بے کس کا سہارا نہیں بنتی

(حالی)

فتنہ، فساد، اشک، تغافل، غرور، ناز
اس کے سوا ہے اور تری انجمن میں کیا

(داغ دہلوی)

فانی ہم تو جیتے جی وہ میت ہیں بے گور وکفن
غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن چھوٹ گیا

(فانی)

فکر فردا وغم دوش بھلا دے آکر
پھر اسی ناز سے دیوانہ بنا دے آکر

(اختر شیرانی)

ق

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

(علامہ اقبالؔ)

قرآں کی آیتوں کو بھلایا نہ جا سکا
جو رب نے لکھ دیا وہ مٹایا نہ جا سکا
صدیوں سے چل رہی ہیں تعصب کی آندھیاں
لیکن چراغ حق کو بجھایا نہ جا سکا

(خالد زاہدؔ)

قرآں کا ادراک جسے ہوتا ہے
جب علم سوا اس کے کسے ہوتا ہے
پاتا ہے کوئی راہ ہدایت مظہر
کم راہ کوئی پڑھ کے اسے ہوتا ہے

(مظہر محی الدین)

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں

(علامہ اقبالؔ)

قصر و دربار کی عظمت کے قصیدے لکھ
بادشاہوں کی جلالت کے قصیدے لکھ
آستانوں پہ لٹاؤ عقیدت کے موتی
پیر زادوں کی سیادت کے قصیدے لکھ

(شورشؔ کاشمیری)

قیدی جو تھا وہ دل سے خریدار ہوگیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہوگیا
الٹا وہ مری روح سے بے زار ہوگیا
میں نامِ حور لے کے گنہگار ہوگیا

(امیر مینائی)

قدم قدم پہ کھڑے ہیں رہزن، خود اپنے ساتھی بنے ہیں دشمن
ہر ایک شئے لٹ گئی ہماری، اب اور لٹنے کا ڈر نہیں ہے

(عبیداللہ ہاشمی)

قطرہ جو دریا میں مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ جس کا مآل اچھا ہو جائے

(مرزا غالب)

قسمت سے کوئی بن کے تونگر نکلے
جامے سے شرافت کے نہ باہر نکلے
کرتی ہے دور خدا سے دولت
چیونٹی کی سمجھ موت اگر پر نکلے

(مظہر حیدرآبادی)

قربتوں میں بھی جدائی کے بہانے مانگے
دل وہ بے مہر کہ رونے کے بہانے مانگے
(احمد فراز)

قائم یہ عنصروں کا تماشا تجھی سے ہے
ہر شئے میں [illegible] کا تقاضہ تجھی سے ہے
(علامہ اقبال)

قوم کو الّو بناؤ کیا یہی اسلام ہے
دو ٹکے کے رہنماؤ کیا یہی اسلام ہے
بیچ کر فتنہ تکفیر کا اسلام میں
رات دن جلسے کراؤ کیا یہی اسلام ہے
(شورش کاشمیری)

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں
(علامہ اقبال)

قفس توڑ کر مطمئن نہ ہو بلبل
قفس صورت، آشیاں اور بھی ہیں
(جگر مرادآبادی)

قدم قدم پر طرح طرح کی عبادتیں وضع کرنے والو
بتاؤ کیا تم نے دینِ حق کو حقیر اور ناتمام جانا
(عامر عثمانی)

قسمت کی بدنصیبی کو صیاد کیا کرے
سر پہ گرے پہاڑ تو فرہاد کیا کرے

قد کے بڑھنے سے قد آور نہیں ہوگا آدمی
وہ قد آور ہیں جو کردار کا قد رکھتے ہیں
(راحی)

ک
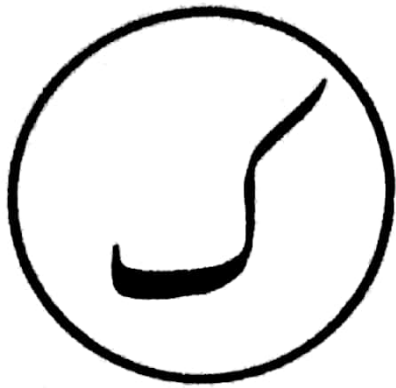
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(علامہ اقبال)

کون کرتا ہے یہ دعویٰ کہ بڑی ہے دنیا
مرے سرکارؐ کے قدموں میں پڑی ہے دنیا
(ہاشم فروز آبادی)

کیا آپ کا رتبہ عرض کروں، اے نور خدا اے شمس ہدیٰ
گر آپ کو کہہ دے کوئی برا، پھنس جائے سدا وہ نیراں میں
(حضرت شاہ جمال)

کون کہتا ہے رونے رلانے میں ہے
زندگی کا مزہ مسکرانے میں ہے
(نواز دیوبندی)

کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

کوئی پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت وہ بے نیاز کرے
(علامہ اقبالؔ)

کیسے نادان ہیں جو اچھوں کو برا کہتے ہیں
ہو برا بھی تو اسے چاہئے اچھا کہنا
(امیر مینائی)

کبھی آگہی نے مارا، کبھی بے خودی نے مارا
مری موت زندگی ہے، مجھے زندگی نے مارا
یہ خلوص خود فریبی مرے کام کچھ نہ آیا
تری دشمنی سے بڑھ کر، تری دوستی نے مارا
(نوازؔ دیوبندی)

کیوں عقل میں آتا نہیں نادانوں کی
تاریخ درخشاں ہے مسلمانوں کی
کس طرح چکائے گا زمانہ بدلہ
فہرست طویل ان کے ہے احسانوں کی
(مظہر محی الدین)

کس قدر گراں تم پہ صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
طبعِ آزاد پہ قید رمضاں بھاری ہے
تم ہی کہہ دو یہی آئینِ وفاداری ہے
(علامہ اقبالؔ)

کفر نہ ایماں، دین نہ دنیا، یاس و تعطل خوف و ہراس
ایسے بے غیرت جینے سے بہتر ہے مرجانا بھی
(عامر عثمانی)

کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہر جائی ہے
(علامہ اقبالؔ)

کم حد سے کبھی حد سے سوا ملتا ہے
تقدیر میں جتنا ہے لکھا ملتا ہے
ملتی ہے عبادت سے خدا کی جنت
مخلوق کی خدمت سے خدا ملتا ہے
(مظہر محی الدین مظہر)

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں
(علامہ اقبالؔ)

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

کیا کریں پتھروں کی قیمت بھی
آئینوں کی دکاں سے ملتی ہے
(نوازؔ دیوبندی)

کتنے عیار ہیں مکار ہیں احباب مرے
پھر بھی ہم درد ہیں، غم خوار ہیں احباب مرے
(رحمٰن جامی)

کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر آتی نہیں
(مرزا غالبؔ)

کھوکے بازار میں سب اپنا بھرم آئے ہیں
شرم کہتے ہوئے آتی ہے کہ ہم آئے ہیں

آپ کے سامنے جس حال سے ہم آئے ہیں
ایسے مجرم کسی دربار میں کم آئے ہیں

(کلیم عاجز)

کتنے بے درد اس زمانے کے اطبا ہیں امیرؔ
حال بیمار کا سنتے ہیں فسانے کی طرح

(امیر مینائی)

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

(مرزا غالبؔ)

کوئی بتائے اس غرو بے جا کو
وہ جنگ میں نے لڑی ہی نہیں جو ہاری ہے
دعا کرو کہ سلامت رہے میری ہمت
یہ چراغ تو کئی آندھیوں پہ بھاری ہے

(وسیم بریلوی)

کیا گناہوں سے بچ سکیں گے بھلا
قسمیں جو صبح وشام کھاتے ہیں
ان کے چہروں پہ نور ناممکن
وہ جو رزق حرام کھاتے رہیں

(ماجدؔ دیوبندی)

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(علامہ اقبالؔ)

کوئی امید بر نہیں آتی، کوئی صورت نظر نہیں آتی
موت کا اک دن متعین ہے لیکن، نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

(مرزا غالبؔ)

کوئی طنز میرے خیال پر، کوئی میرے حال پر کر گیا
میں نگاہ نیچی کئے ہوئے تیری انجمن سے گزر گیا

(کلیم عاجزؔ)

کیا مصلحت شناس تھا وہ آدمی قتیلؔ
مجبوریوں کا جس نے وفا نام رکھ دیا

(قتیل شفائی)

کاغذ کی ایک ناؤ اگر پار ہوگئی
اس میں کہاں دریا کی ہار ہوگئی

(خالد زاہدؔ)

کوئی کہہ دے یہ ذرا وقت کے شیطانوں سے
خاک ہوجاتے ہیں سورج کو بجھانے والے

(ماجدؔ دیوبند)

کبھی محنت کا صلہ اپنی نہ پایا ہم نے
چھاؤں اوروں کو ملی پیڑ لگایا ہم نے

(طیب پاشاہ)

کون کہتا ہے کہ فضول ہیں ہم
خوشبوؤں سے مہکتے پھول ہیں ہم
جان دے دیں گے اپنی عظمت پر
خاک پائے رسولؐ ہیں ہم

(ماجدؔ دیوبندی)

کارزارِ ہستی میں عز وجاہ کی دولت
بھیک میں نہیں ملتی آدمی کماتا ہے
اپنی قبر میں تنہا آج تک گیا ہے کوئی
دفترِ عمل عامر ساتھ ساتھ جاتا ہے

(عامر عثمانی)

کام کچھ ایسے کئے جاؤ جہاں میں عاقل
آپ کو یاد کرے خلق خدا آپ کے بعد

(حضرت عاقل حسامی)

کچھ کئے جاؤ لے کر نام خدا
کچھ نہ کرنا، بڑی خرابی ہے
کامیابی کچھ اور چیز نہیں
کام کرنا ہی کامیابی ہے

امجد حیدرآبادی

کچھ اس طرح سے رہو روحِ گلستاں بن کر
تمہارے بعد تمہاری مہک چمن میں رہے

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبال)

کیا پھل ملتا ہے بیج بو کر دیکھو
پانے کی اگر ہوس ہے تو کھو کر دیکھو
کیا عرض کروں اس میں کیا لذت ہے
ایک مرتبہ تم کسی کے ہو کر دیکھو

(امجد حیدرآبادی)

کچھ وقت سے ایک بیج شجر ہوتا ہے
کچھ دیر میں ایک قطرہ گہر ہوتا ہے
اے بندہ ناصوبر تیرا ہر کام
کچھ دیر میں ہوتا ہے مگر ہوتا ہے

(امجد حیدرآبدای)

کسی کا رزق رک سکتا نہیں خلاق اکبر سے
صفی پتھر کے کیڑے کو غذا ملتی ہے پتھر سے

(صفی اورنگ آبادی)

گ

گستاخ شہ دیں کا ٹھکانہ ہے جہنم
سولی پہ ہم چڑھ کے یہی بات کہیں گے
ہم لوگ غلامانِ محمدؐ ہیں یہ سن لو
جوتوں کے بھی ہم ان کی اہانت نہ سہیں گے

(خالد زاہد)

گستاخ نبی کو ہم دنیا سے مٹا دیں گے
ہم امتی ہیں ان کے دنیا کو بتا دیں گے

(طیب پاشاہ)

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

(علامہ اقبال)

گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طفل کیا گرے جو گھٹنوں کے بل چلے

گزر جائے نہ حادثہ یہ کبھی پھر کسی کے ساتھ
ہم مسکرا رہے ہیں مگر بددلی کے ساتھ
قانون دے رہا ہے گواہی پہ فیصلہ
انصاف ہو رہا ہے مگر بددلی کے ساتھ

(نوازؔ دیوبندی)

گرچہ میں ظلمت سراپا ہوں، سراپا نور تو
سینکڑوں منزل ہے ذوقِ آگہی سے دور تو

(علامہ اقبالؔ)

گرا دی اپنی قسمت، ہم نے اپنی ہی نگاہوں میں
برا ہم خود ہی سمجھیں گے تو اچھا کون سمجھے گا

(کلیم عاجزؔ)

گفتگو صاف صاف کرتے ہیں
وہ بھی میرے خلاف کرتے ہیں
ہم تو خاموش ہو گئے تھے مگر
آپ ہی اعتراف کرتے ہیں

(رحمٰن جامی)

گرِدُو گے صدا فرش سے ربی ربی
آئے گی صدا عرش سے عبدی عبدی
ہوگا نہ مددگار کسی کا کوئی
چلائیں گے سب محشر میں نَفسِی نَفسِی

(مظہر محی الدین مظہر)

گھٹنے بڑھنے کا سماں آنکھوں کو دکھلاتا ہے تو
ہے وطن تیرا کدھر، کس دیس کو جاتا ہے تو

(علامہ اقبالؔ)

گرے ہوؤں کو اٹھانے میں گر پڑا خود بھی
مگر اٹھا کے نیا حوصلہ ملا مجھ کو

(نوازؔ دیوبندی)

گلشن کی تباہی پہ کیوں رنج کرے کوئی
الزام جو آنا تھا دیوانوں کے سر آیا

(جگرؔ مرادآبادی)

گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رکھتا
جب روح کے اندر متلاطم ہوں خیالات

(علامہ اقبالؔ)

گمنام تھا لباس شرافت کی وجہ سے
دستار مکر باندھی تو مشہور ہوگیا

(شہود آفاقی)

گرجتے بادلوں سے یہ درس ملتا ہے دوستو
فقط باتوں کے غازی فیض پہونچایا نہیں کرتے

گمراہ ہوئے تو رہنما یاد آیاد
جب یاد آگئی پیری تو عصا یاد آیا
فرعون بھی وقت غرق لایا ایماں
جب چل نہ سکی خودی تو خدا یاد آیا

(امجد حیدرآبادی)
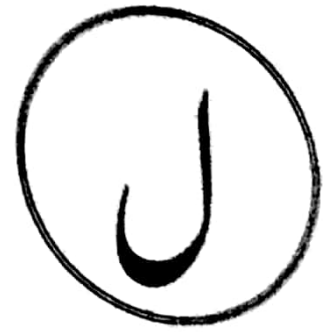
لڑنے کے لئے دشمن اگر آتا ہے
ہر کوئی لئے تیر وتبر آتا ہے
جیتی ہے وہی قوم یہاں پے عزت سے
جس قوم کو مرنے کا ہنر آتا ہے

(مظہرمحی الدین مظہر)

لو سارے تخت وتاج رکھو اپنے پاس تم
ہم کو عزیز آج بھی ٹوٹی چٹائی ہے
یوں ہی نہیں ملی ہیں ہمیں سر بلندیاں
بھیڑیں چرا کے ہم نے حکومت چلائی ہے

(خالد زاہد)

لطف کلام کیا جو نہ ہو دل میں درد عشق
بسمل نہیں ہے تو، تو تڑپنا بھی چھوڑ دے

(علامہ اقبالؔ)

لاکھ دام بڑھ جائیں خوشبوؤں کے پھولوں سے
خوشبوؤں پہ واجب ہے احترام پھولوں کا

(نوازدیوبندی)

لطف مرنے میں ہے باقی نہ مزا جینے میں
کچھ مزا ہے تو یہی خونِ جگر پینے میں
کتنے بے تاب ہیں جو ہر مرے آئینے میں
کس قدر جلوے تڑپتے ہیں مرے سینے میں

(علامہ اقبالؔ)

لازم ہے جہالت کے اثر سے نکلے
انسان ہے نفس کے شر سے نکلے
راہوں میں ملک اس کے بچھاتے ہیں پر
جو علم کی تحصیل کو گھر سے نکلے

(مظہرمحی الدین)

لوٹ لیتی ہے داغ کے دل کو
تیری ہر اک پیاری پیاری بات

(داغؔ دہلوی)

لپٹ لپٹ کے گلے مل رہے تھے خنجر سے
بڑے غضب کا کلیجہ تھا مرنے والوں کا

(کلیم عاجزؔ)

لذتِ قربِ حقیقی پر مٹا جاتا ہوں میں
اختلاطِ موجہ وساحل سے گھبراتا ہوں میں

(علامہ اقبالؔ)

لبوں پہ گھر سے تبسم سجا کے نکلوں گا
میں آج بھی کوئی چہرہ لگا کے نکلوں گا

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی آئے، نہ اپنی خوشی چلے

لوگ کانٹوں سے بچ کر چلتے ہیں
ہم نے پھولوں سے زخم کھائے ہیں
(افضل کرتپوری)

لوگ واقف ہیں ہمارے جذبۂ تعمیر سے
ہم بنا سکتے ہیں بگڑی بات بھی تدبیر سے
(تنویر واحدی)

لوگ ہم کو جو ہوشیار ملے
رازِ ہستی کے آشکار ملے
فصلِ گل خزاں رسیدہ تھی
گل ملے بھی تو داغدار ملے
(تنویر واحدی)

لے لے کے خدا کا نام چلاتے ہیں
پھر بھی اثر دعا نہیں پاتے ہیں
کھاتے ہیں حرام لقمہ پڑھتے ہیں نماز
کرتے نہیں پرہیز دوا کھاتے ہیں
(امجد حیدرآبادی)

لو ختم ہوا آج کلام امجد
امجد کی جگہ رہ گیا نام امجد
اب آپ اس پر عمل کریں یا نہ کریں
پہنچا دیا امجد نے پیام امجد
(امجد حیدرآبادی)

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
(علامہ اقبال)

محفل میں تکلم بھی بہت ہوتا ہے
ساحل پہ تلاطم بھی بہت ہوتا ہے
جو درد سے واقف ہے مگر اس کے لئے
تھوڑا تبسم بھی بہت ہوتا ہے
(رحمٰن جامی)

مری عافیت کے دشمن مجھے چین آچلا ہے
کوئی اور زخم تازہ کوئی اور ضرب کاری
(عامر عثمانی)

مرے آقا کا مسکن ہے کتنا حسیں
رشک کرتی ہے جس پر وہ خلدِ بریں
(حضرت شاہ جمالؔ)

مدد کو کون آتا ہے یار میری
مرے اوپر گری دیوار میری
میں ذمہ دار ہوں خود ذلتوں کا
مرے پیروں میں ہے دستار میری
(نوازؔ دیوبندی)

مجھے روکے گا کیا تو اے ناخدا غرق ہونے سے
کہ جن کو ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں
(علامہ اقبالؔ)

مشغول ہیں سب حمد وثنا میں جس کی
دریا بھی اسی کے ہیں اسی کی خشکی
کیوں ہم کو ڈراتے ہو غضب سے واعظ
محدود نہیں شانِ کریمی اس کی
(مظہر محی الدین)

میں روکے آہ کروں گا جہاں رہے نہ رہے
زمیں رہے نہ رہے آسماں رہے نہ رہے
رہے وہ جانِ جہاں یہ جہاں رہے نہ رہے
مکیں کی خبر ہو یارب مکاں رہے نہ رہے
(امیر مینائیؔ)

میں تجھ پہ ایک احسان کرنے والا ہوں
ساری مشکلیں آسان کرنے والا ہوں
یہ جو منافقت کا چہرہ ہے اتار دے ورنہ
میں تیرے قتل کا اعلان کرنے والا ہوں

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے
(علامہ اقبالؔ)

میں اپنے فن کی بلندیوں سے کام لے لوں گا
مقام نہ دو مجھے میں خود مقام لے لوں گا

مدحتِ گفتار کو نہ سمجھو سند اخلاق
خوب کہنا اور ہے خوب ہونا اور ہے

مرے درد میں وہ خلش کہاں، مرے سوز میں وہ تپش کہاں
کسی اور ہی کی پکار ہے، مری زندگی کی صدا نہیں
(جگرؔ مرادآبادی)

مری رات منتظر ہے کسی اور صبح نو کی
یہ سحر تجھے مبارک جو ہے ظلمتوں کی ماری
(عامر عثمانی)

میں کس لئے مسرور ہوں معلوم نہیں
کس بات پہ مغرور ہوں معلوم نہیں
بندہ ہوں تو مجھ میں کبریائی کیوں ہے
کس نشہ میں مخمور ہوں معلوم نہیں
(امجدؔ حیدرآبادی)

مکتبِ عشق کا انداز نرالا دیکھا
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

میں شکوہ بلب تھا مجھے یہ بھی نہ رہا یاد
شاید کہ مرے بھولنے والے نے کیا یاد
(جگرؔ مرادآبادی)

متاعِ علم کہاں اہلِ ہوس کے سینوں میں
یہ شئے ملے گی تو ہم بوریہ نشینوں میں
(کلیم عاجزؔ)

ماجدؔ یہ بے گناہی بھی کیا کم گناہ ہے
کیوں آپ لڑ رہے ہیں گنہگار کون ہے
(ماجدؔ دیو بندی)

مجھے دل کے حال کا غم نہیں مگر اس کا غم ضرور ہے
کہ اس نے توڑا یہ آئینہ جو اس آئینہ میں سنور گیا
(کلیم عاجزؔ)

مزاج خاکساری میں نزاکت ہے قیامت کی
نہ لے جاؤ مجھے مغرور انسانوں کی محفل میں
(شورشؔ کاشمیری)

منہ ہی منہ میں گالیاں دیجئے نہ آپ
کیجئے ہم سے کلام اچھی طرح
(داغؔ دہلوی)

میں فقیر خانہ بدوش ہوں، مرا انجمن میں گزر نہیں
نہ دکھا خوابِ محل اسے، جسے جھونپڑے کی خبر نہیں
(کلیم عاجزؔ)

موت اس کی ہے جس پہ زمانہ کرے افسوس
یوں تو دنیا میں آتے ہیں سبھی جانے کے لئے

مرا درد کون سا درد ہے کہ قرارِ شام وسحر نہیں
مرے دشمنوں کو ہے سب پتہ، مرے دوستوں کو خبر نہیں
(کلیم عاجزؔ)

منزلیں تو خود اپنے عزم سے ملتی ہیں
رہنما مسافر کو راستہ نہیں دیتے
اس کو موج ساحل پہ چھوڑ جاتی ہے
جس کو کشتیوں والے آسرا نہیں دیتے
(نوازؔ دیو بندی)

مری نگاہ میں وہ رند ہی نہیں ساقی
جو ہوشیاری ومستی میں امتیاز کرے
(علامہ اقبالؔ)

منہ چڑاتا ہے کیا آئینے میں دیکھ کر
تجھ کو دیتا ہے دین تیرا برابر کا جواب
منہ چڑاؤ اور کا، تیوری چڑھاؤ اور پر
آئینہ ہوں منہ پہ دوں گا برابر کا جواب
(امیرؔ مینائی)

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہیں ہندوستاں ہمارا
(علامہ اقبالؔ)

میرے ہی لہو پہ گزر اوقات کرو ہو
مجھ سے ہی امیروں کی طرح بات کرو ہو
(کلیم عاجزؔ)

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ
(علامہ اقبالؔ)

مرنے والے مرتے ہیں فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں
(علامہ اقبالؔ)

مجرم ہیں ہمیں ان کے گنہگار ہمیں ہیں
وقت آئے تو مرنے کو بھی تیار ہمیں ہیں
(کلیم عاجز)

مناسب ہے سمیٹو دامن دست دعا عاجز
زباں ہی بے اثر ہو تو ہاتھ پھیلانے سے کیا ہوگا
(کلیم عاجز)

مرے دل کو دیکھ کر مری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر
(داغ دہلوی)

مجھے جو بھی دے وہ قبول ہے مگر التجا یہ ضرور ہے
مری آرزو سے بھی کم نہ دے، مرے ظرف سے بھی سوا نہ دے
(نامعلوم)

مری آبرو ترے ہاتھ ہے، مری عظمتوں کو گھٹا نہ دے
ملی جس نظر سے فرازیاں، مجھے اسی نظر سے گرا نہ دے
(علامہ عاقل حیدرآبادی)

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا
(علامہ اقبال)

مری طلب بھی انہی کے کرم کا صدقہ ہے
یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

مال وزر، جاہ وچشم، نہ جبہ ودستار ڈھونڈھ
تنگ رستے پہ جو لے جائے وہی سالار ڈھونڈھ
(تنویر واحدی)

مسلم ہو تو مسلم کو برادر سمجھو
ہر ذرے کو خورشید کا مظہر سمجھو
کیوں ہوتی ہیں مستوی صفیں وقت نماز
یعنی ہر ایک کو تم برابر سمجھو
(امجد حیدرآبادی)

میں یہ نہیں کہتا کہ خدا پیدا کر
دکھ سکھ کا شریک آشنا پیدا کر
جس سے نظر آئے تجھ کو اپنی صورت
امجد ایک ایسا آئینہ پیدا کر
(امجد حیدرآبادی)

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں
بنتے ہیں آدمی ہی امام و خطبہ خواں
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآں و نماز یاں
اور آدمی ہی ان کی چراتے ہیں جوتیاں
(امجد حیدرآبادی)

ن

نقش پائے نبیؐ پہ چلے گا عاقل
خلد کے باغ اسی پاؤں کے نیچے ہوں گے

(حضرت عاقل حسامیؒ)

نطق کو سو ناز ہے تیرے لب اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا رفعتِ پرواز پر

(علامہ اقبالؒ)

نادار کو زر دار بنا دیتا ہے
مجبور کو مختار بنا دیتا ہے
گلزار کو ویرانہ کبھی وہ کر کے
ویرانے کو گلزار بنا دیتا ہے

(مظہر محی الدین)

نہ سکت ہے ضبطِ غم کی نہ مجال اشکباری
یہ عجیب کیفیت ہے نہ سکوں نہ بے قراری
ترا ایک ہی ستم ہے، ترے ہر کرم پہ بھاری
غم دو جہاں سے دے دی مجھے تو نے رستگاری

(عامر عثمانی)

نہ دولت، نہ شہرت، نہ زر چاہتے ہیں
مدینہ کا ہم تو سفر چاہتے ہیں
خدا سے نہ محشر میں شرمندگی ہو
غزل میں بھی ایسا ہنر چاہتے ہیں

(نواز دیوبندی)

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

(علامہ اقبالؒ)

نہ سنو گر برا کہے کوئی
نہ کہو گر برا کرے کوئی
روک لو گر غلط چلے کوئی
بخش دو گر خطا کرے کوئی

(مرزا غالبؒ)

نہ وہ محفل جمی ساقی، نہ پھر وہ دور جام آیا
ترے ہاتھوں میں جب سے میکدہ کا انتظام آیا

(کلیم عاجز)

نیندوں کے بوجھ پلکوں پہ ڈھونا پڑا مجھے
آنکھوں کے التماس پہ سونا پڑا مجھے
تا عمر اپنے کاندھوں پہ ہے گور بے کفن
اپنی انا کی لاش کو ڈھونا پڑا مجھے

(نواز دیوبندی)

نہ ضمیر شمس و قمر میں ہے، نہ مزاج برق و شرر میں ہے
وہ تپاک جو میرے دل میں ہے، وہ تپش میرے جگر میں ہے

مرے عزم میں وہ چاندنی، مرے شوق میں ہے وہ روشنی
جو نہ چشم راہنما میں ہے، نہ چراغ راہگذر میں ہے
(کلیم عاجز)

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، نہ ہوتا کچھ تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
(مرزا غالب)

نرم لہجہ رہا بے اثر سب سنی آن سنی ہوگئی
بھیڑ میں تو اضافہ ہوا آدمی کی کمی ہوگئی
(نواز دیوبندی)

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں
(علامہ اقبال)

نہ تھک کے بیٹھ کہ ابھی اڑان باقی ہے
زمیں ختم ہوگئی ابھی آسمان باقی ہے

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے
(مرزا غالب)

نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے
(داغ دہلوی)

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی
(علامہ اقبال)

نہ کہہ کسی سے کہ غالب نہیں زمانے میں
حریف راز محبت مگر در و دیوار
(مرزا غالب)

نہ گھبراؤ اندھیری رات سے اندھیری رات کا مالک
مسافر حوصلہ رکھیں تو جگنو بھیج دیتا ہے
(نواز دیوبندی)

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے
یہ رعنائی یہ بے داری، یہ آزادی، یہ بے باکی
(علامہ اقبال)

نہ سمجھا عمر گزری اس بت خود سر کو سمجھاتے
پگھل کر موم ہو جاتا اگر پتھر کو سمجھاتے

ناز ہے طاقت گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو
(علامہ اقبال)

نرم لہجہ مرے دشمن کو بدل سکتا ہے
یہ وہ سورج ہے جو شب میں بھی نکل سکتا ہے
(ذکی انجم)

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی
(علامہ اقبال)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں
(علامہ اقبال)

ناکامیوں سے کام رہا عمر بھر ہمیں
پیری میں پاس ہے جو ہوش تھی شباب میں

نیچی نگاہ، شیریں زباں، آستیں میں سانپ
ظالم کی دوستی میں بھی کتنا فتور ہے

نہ دل ہی ٹھہرا، نہ آنکھ جھپکی، نہ چین پایا، نہ خواب آیا
خدا دکھائے نہ دشمنوں کو، جو دوستی میں عذاب دیکھا
(داغ دہلوی)

نوازش کی بدولت عنایتوں کے طفیل
میں جی رہا ہوں تمہاری حمایتوں کے طفیل
(تنویر واحدی)

نفع دینی دیکھ، دنیا کی بہبودی نہ دیکھ
مرضیٔ رب دیکھ، اپنی مصلحت نہ دیکھ
تو اکیلا تیرے دشمن سینکڑوں یہ بھی نہ دیکھ
قدرتِ حق پر نظر رکھ، اپنی کمزوری نہ دیکھ
(مجذوبؔ)

نہ چھوڑو زندگی بھر اے صفی تم بندگی اس کی
وہ مالک دس گنا دیتا ہے بدلہ ہر اطاعت کا
(صفی اورنگ آبادی)

نہ وہ عشق میں رہی گرمیاں نہ وہ حسن میں رہی شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی، نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں
(علامہ اقبال)

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب وہنر

پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برانہ رہا
(بہادر شاہ ظفر)

ناقدوں کا پیشہ ٹھہرا زندگی بھر اعتراض
ہر کسی کی عیب چینی ہر کسی پر اعتراض
(صفی اورنگ آبادی)

نہ اس کی دوستی کچھ ہے نہ اس کی دشمنی کچھ ہے
کبھی تولہ، کبھی ماشہ، کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے
(صفی اورنگ آبادی)

نازاں ہے جس پہ حسن وہ حسن رسولؐ ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے
کاروان شوق یہاں سر کے بل چلو
طیبہ کے راستے کا تو کانٹا بھی پھول ہے

و
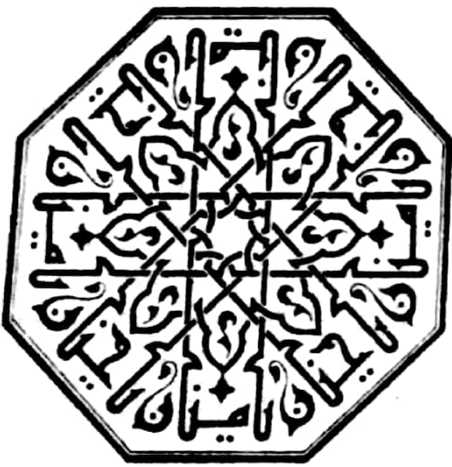
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر
(علامہ اقبالؔ)

وہ کتنا باضمیر ہے یہ آزما کے دیکھ
تو اپنے دوست کو کبھی دشمن بنا کے دیکھ
(نوازؔ دیوبندی)

ویسے تو ہر اک خواب سچا نہیں ہوتا
جس خواب میں وہ آجائیں وہ جھوٹا نہیں ہوتا
(نوازؔ دیوبندی)

وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے محشر میں
چیخ اٹھا ہر بے گنہ میں بھی گنہ گاروں میں ہوں
(امیرؔ مینائی)

وہ ستم نہ ڈھائے تو کیا کرے، اسے کیا خبر کہ وفا ہے کیا
تو اسی کو پیار کرے ہے کیوں، یہ کلیم تجھ کو ہوا ہے کیا
(کلیم عاجزؔ)

وقت جو بدلا تم بھی بدلے، سارے ہم دم بدلے ہیں
موجِ حوادث تو ہی بتا دے، سچ مچ کیا ہم بدلے ہیں
(رحمٰن جامی)

وہ جس کو بزرگوں کی روایت نہ رہے یاد
اس شخص کی لوگو کوئی پہچان نہیں ہے
(ماجدؔ دیوبندی)

وہ جس نے کی ہیں بزرگوں کی جوتیاں سیدھی
ہمیشہ اس کا زمانے نے احترام کیا
(نوازؔ دیوبندی)

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
(علامہ اقبالؔ)

وفاداروں میں گرچہ اور لوگوں کا نام آیا
ہمیں آگے رہے جب آزمائش کا مقام آیا
(کلیم عاجزؔ)

واعظ کا ہر ارشاد بجا، تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرورِ عشق نہیں، چہرے پہ یقیں کا نور نہیں
اکبر الٰہ آبادی

واعظ خطا معاف کہ انساں تو ہیں ہم
بن جائیں گے فرشتہ نہ کچھ آدمی سے ہم
(داغؔ دہلوی)

وہ دن گئے کہ داغ تھی ہر دم بتوں کی یاد
پڑھتے ہیں پانچ وقت کی اب تو نماز ہم
(داغؔ دہلوی)

وصل کے اسباب پیدا ہوں تری تحریر سے
دیکھ کوئی دل نہ دکھ جائے، تری تقریر سے
(علامہ اقبالؔ)

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
(علامہ اقبالؔ)

وہ جیت جائے گا جنگ یہ اس کا قیاس تھا
لیکن جنگ جیتنے کا ہنر تو میرے پاس تھا

وہ ہمیں وضع داری سکھانے چلے
جن سے اپنا ہی دامن سنبھلتا نہیں
(کلیم عاجزؔ)

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
(علامہ اقبالؔ)

وہ آئے بزم میں اتنا تو میر نے دیکھا
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی
(میرؔ)

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
(علامہ اقبالؔ)

وائے ناکامی کہ تو محتاج ساقی ہو گیا
مئے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو
(اقبالؔ)

وہ انجمن اب اہل ستم کی ہے جلوہ گاہ
روشن جہاں چراغ وفا کر چکے ہیں ہم
(کلیم عاجزؔ)

وہ قاتل ہیں ہمارے اور ہم مقتول ہیں لیکن
انہیں انعام ملتا ہے اور ہمیں جرمانے لگتے ہیں
(الطاف ضیاء)

وہ صورتیں الٰہی کس جا بستیاں ہیں
جنہیں دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں
(انور جلال پوری)

وہ جو میرے وطن کے دشمن ہیں، کاش برباد ہو تو بات بنے
جسم آزاد ہو گئے لیکن، ذہن آزاد ہو تو بات بنے
(ماجد دیوبندی)

وہی کارواں، وہی راستے، وہی فاصلے، وہی مرحلے
مگر اپنے اپنے مقام پر کبھی ہم نہیں کبھی تم نہیں

وہی یورش شب تار ہے، وہی بارش غم یار ہے
کوئی فرق ہو تو بتاؤں میں، نہ قرار تھا نہ قرار ہے

وقت کی دھوپ ہمیں جذب نہ کر پائے گی
ہم وہ قطرے ہیں جو سورج کو نگل جاتے ہیں
(نامعلوم)

واعظ کے نیک و بد کی تو اللہ کو خبر
ظاہر میں آدمی تو بہت شاندار تھا
(صفی اورنگ آبادی)
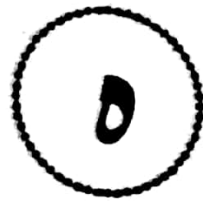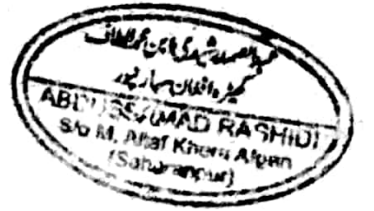
ہر چیز مسبب سبب سے مانگو
منت سے خوشامد سے، ادب سے مانگو
کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو
بندے ہو اگر رب کے تو رب سے مانگو
(امجد حیدرآبادی)

ہر حال میں محروم نظر آتے ہیں
صورت سے بھی معصوم نظر آتے ہیں
یہ روپ بھی غور کے قابل دیکھو
ظالم ہیں پہ مظلوم نظر آتے ہیں
(رحمٰن جامی)

ہر روز ہی لڑتے ہو یہ بھی کوئی جینا ہے
وہ قلب ہے ناکارہ جس قلب میں کینہ ہے
(حضرت شاہ جمال)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
(علامہ اقبال)

ہر ایک سے بات اس کی جدا ہوتی ہے
پاکیزہ نظر جس کو عطا ہوتی ہے
تم عیب نہ اوروں کے ٹٹولو مظہر
بے عیب فقط ذات خدا ہوتی ہے
(مظہر محی الدین مظہر)

ہر صبح لغزش ہر شام نئی توبہ
ہم ہوگئے پاکیزہ، بدنام ہوئی توبہ
(نواز دیوبندی)

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہروِ منزل ہی نہیں
(علامہ اقبال)

ہم اگرچہ بزم میں دور ہیں ہمیں رنگ ہیں ہمیں نور ہیں
ہم اگر نہ دیں گے لہو انہیں وہ چراغ کیسے جائیں گے
(کلیم عاجز)

ہم اسی گلی کی خاک ہیں یہیں خاک اپنی ملائیں گے
نہ بلائے آپ کے آئے ہیں نہ نکالے آپ کے جائیں گے
(کلیم عاجز)

ہے نظم انقلابِ سفیہوں کے ہاتھ میں
پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں
(شورش کاشمیری)

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح وشام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو
(علامہ اقبال)

ہم عمل کرتے ہیں بس کام ہمارا یہ ہے
آپ کا کام فقط یہ ہے کہ تنقید کریں
(رحمٰن جامی)

ہم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کے لیے
اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کے لیے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لیے
سر بکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لیے

(علامہ اقبالؔ)

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اکبرالہ آبادی

ہمت ہے شرط راہِ خدا ہے کھلی ہوئی
پہنچا وہ جس نے قصد کیا راہِ دور کا

(امیر مینائی)

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

(مرزا غالبؔ)

ہم صحبت بے خرد پریشان رہا
نافہم کو سمجھا کے پشیمان رہا
تعلیم سے جاہل کی جہالت نہ گئی
نادان کو الٹا بھی تو نادان رہا

(امجد حیدرآبادی)

ہے سر بھی سجدے میں دل میں خیال حور بھی ہے
لباسِ زہد میں یہ کاروبار مت کیجئے

ہے زہر بھرا دل میں زباں پر مدحت
اس دور کے انسانوں کی یہی ہے عادت
مظہر میں بتاؤں تو بتاؤں کیسے

کیوں اس کو گناہوں سے ہے اتنی رغبت

(مظہر محی الدین مظہر)

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اٹھے اٹھ کر چلے

(حضرت شاہ وصی اللہؒ)

ہم نے زمیں پر رنگ بکھیرے اپنے پسینے اپنے لہو سے
اور مزے کی بات تو یہ ہے ہم ہی نہیں ہیں امن وسکوں سے

ہم نے جس سے فریب کھایا ہے، شاید وہ ہمارا سایا ہے
دار پر چڑھ گئے ہیں ہنستے ہوئے، ہم نے سر کو نہیں جھکایا ہے

(ماجدؔ دیوبندی)

ہنسی خوشی وہ یہاں آئے، پر رلا کے چلے
کہ جاتے جاتے نہ آنے کی پھر سنا کے چلے

(محرومؔ)

ہر طرف دیکھو چھڑی ہے جنگ قتل عام ہے
ہر جگہ محشر بپا ہے، شور ہے کہرام ہے
کیوں نہ ہو ناحق شناسی کا یہی انجام ہے
امن عالم کا جو ضامن ہے تو بس اسلام ہے

(مجذوبؔ)

ہنسی آتی ہے مجھے حضرت انسان پر
کار بد خود کرے اور لعنت کرے شیطان پر

ہر بول تیرا اس لئے انمول رہا ہے
حق بات بلا خوف وخطر بول رہا ہے

(تنویر واحدی)

ہر طرف سے اب جہاں میں ہے جفا تیرے لئے
دوست جو تھا وہ بھی دشمن بن گیا تیرے لئے
کوئی دنیا میں نہیں اب آسرا تیرے لئے
تو خدا کا ہو کہ ہو جائے خدا تیرے لئے
(مجذوبؔ)

ہم نے رکھ دی ہے الٹ کر کفر کے لشکر کی صف
جب زبان پر نعرہ اللہ اکبر آگیا
(مشکور کانپوری)

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ
(علامہ اقبال)

ہردم اس کی عنایت تازہ ہے
اس کی رحمت بغیر اندازہ ہے
جتنا ممکن ہے کھٹکھٹائے جاؤ
یہ دست دعا خدا کا دروازہ ہے
(امجد حیدرآبادی)

ی

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
(علامہ اقبالؔ)

یادِ مصطفیٰؐ ہی لطف وشادمانی ہے
زندگی سہانی ہے، موت بھی سہانی ہے
(حضرت عاقل حسامیؒ)

یوں ذات میں اپنی نہ سمٹ کر دیکھو
ماضی کو ذرا اپنے پلٹ کر دیکھو
مظہر مدد اللہ کی خود آئے گی
تم نام پہ اللہ کے کٹ کر دیکھو
(مظہر محی الدین)

یہ ہے میکدہ یہاں رند ہے یہاں ساقی سب کا امام ہے
یہ حرم نہیں ہے شیخ جی، یہاں پارسائی حرام ہے
جو ذرا سا پی کے بہک گیا اسے میکدے سے نکال دو
یہاں کم ظرف کا گزر نہیں، یہاں اہل ظرف کا کام ہے

یہ اصول کوئی اصول ہے یہ نظام کوئی نظام ہے
جسے میکدہ کی خبر نہیں، وہی میکدہ کا امام ہے
(نوازؔ دیوبندی)

یہ سمندر ہے کنارے ہی کنارے جاؤ
عشق ہر شخص کے بس کا نہیں پیارے جاؤ
یوں تو مقتل میں تماشائی بہت آتے ہیں
آؤ اس وقت جس وقت کہ پکارے جاؤ
(کلیم عاجزؔ)

یہ قدم قدم بلائیں یہ سواد کوئے جاناں
وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری
(عامر عثمانی)

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا
(مرزا غالبؔ)

یارو خطا معاف کرو بڑا نازک زمانہ ہے
دلوں میں بغض ہے بظاہر دوستانہ ہے

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل گر کوئی دفتر میں ہے
(علامہ اقبالؔ)

یوں تو ملنے کو بہت پیر وجواں ملتے ہیں
جو محبت سے ملیں ایسے کہاں ملتے ہیں
(کلیم عاجزؔ)

یہ میکدہ سبھی کا ہے قدم قدم بہم چلیں
ہمارے ساتھ تم چلو، تمہارے ساتھ ہم چلیں

نہ ہم سے دور تم چلو نہ تم سے دور ہم چلیں
یہ دوستی کا وقت ہے ملا کے سب قدم چلیں
(حقؔ کانپوری)

یہی بے کسی تھی تمام شب، اسی بے کسی میں سحر ہوئی
نہ کبھی چمن میں گذر ہوا، نہ کبھی گلوں میں بسر ہوئی
(کلیم عاجزؔ)

یہ پکار سارے چمن میں تھی وہ سحر ہوئی وہ سحر ہوئی
مرے آشیاں سے دھواں اٹھا، تو مجھے بھی اس کی خبر ہوئی
(کلیم عاجزؔ)

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
(علامہ اقبالؔ)

یہ مسائل تصوف، یہ تیرا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا
(مرزا غالبؔ)

یارب کتنے دیوانے ہیں آج کی دنیا کے فرزانے
اسی کو مسیحا مان رہے ہیں، درد بڑھایا جس کی دوا نے
(عامر عثمانی)

یہ عیب جوئی بھی یقیناً تیرا ہنر ہوتی
تو اپنے بھی اعمال پر نظر رکھتا
(نوازؔ دیوبندی)

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی
(علامہ اقبالؔ)

یہ فکر مجھے چین سے سونے نہیں دیتی
اب کون مری قوم کو بیدار کرے گا

(الطاف فقیہ)

یہ ایک بات ہے کہ خاموش کھڑے رہتے ہیں
پھر بھی جو بڑے ہیں وہ بڑے رہتے ہیں
ایسے درویشوں سے ملتا ہے ہمارا شجرہ
جن کے قدموں میں کئی تاج پڑے رہتے ہیں

(راحت اندوری)

یوں تو الفاظ ہیں اظہار مطالب کے لئے
لوگ الفاظ میں نیت کو چھپا دیتے ہیں

یہ مصرع کاش نقش در و دیوار ہو جائے
جسے ہو جینا وہ مرنے کے لئے تیار ہو جائے

یہی آئین قدرت ہے یہی اسلوب فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوب فطرت ہے

(علامہ اقبال)

یوں تو منہ پھیر کے دیکھو بھی نہیں ہو
جب وقت پڑے ہے تو مدارات کرو ہو
دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

(کلیم عاجز)

یہ تجربات کی اونچی اڑان رہنے دو
ہمارے سر پہ یہی آسمان رہنے دو
تمہاری بندہ نوازی کا شکریہ لیکن
ہمارے منھ میں ہماری زبان رہنے دو

یہ بات پھر امت کو بتائے کوئی
احسان کسی پہ نہ جتائے کوئی
ہوتا ہے غضب اس سے خدا کا نازل
ہرگز نہ پڑوسی کو ستائے کوئی

(ظہیر محی الدین)

یہ اعجاز ہے ان کی گفتگو کا
مخاطب ہوں تو پتھر پگھلتا ہے

([illegible])

یہ بات آج خلاف مفاد پڑتی ہے
کہ خونِ دل سے چراغِ وفا جلاتے رہو

(شورش کاشمیری)

یہ تو میں کیوں کر کہوں تیرے خریداروں میں ہوں
تو سراپا ناز ہے میں ناز برداروں میں ہوں

(امیر مینائی)

یہ جو زخم دل پکائے ہم، لئے پھر رہے ہیں چھپائے ہم
کوئی ناشناس مزاجِ غم، کہیں ہاتھ اس کو لگا نہ دے

(کلیم عاجز)

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ مسلمان بھی ہو

(علامہ اقبال)

یہ قدم قدم اسیری یہ حسین قید خانہ
کوئی طوق ہے نہ بیڑی کوئی دام ہے نہ دانہ
کوئی ہو سمجھنے والا تو بہت حسین فسانہ
کبھی مسکرا کے رونا، کبھی رو کے مسکرانا

یہ عبادتیں مرصع، یہ سجودِ مجرمانہ
مجھے ڈر ہے بن نہ جائیں، مرے کفر کا بہانہ
(عامر عثمانی)

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات
(علامہ اقبال)

یہ دور سخت و تلخ کلامی کا دور ہے
لہجوں کی نرم طرزِ ادا کیا کرے گی آج
(نواز دیوبندی)

یارب نہ وہ سمجھے ہیں، نہ سمجھیں گے مری بات
دے دل اور ان کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اور
(مرزا غالب)

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے
(علامہ اقبال)

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری
(علامہ اقبال)

یہ امتیاز لیکن اک بات ہے ہماری
جگنو کا دن وہی ہے جو رات ہے ہماری
(علامہ اقبال)

یہ طریق زہد ہے خوب تر، مگر آہ واعظِ بے خبر
اسے سازگار ہو زہد کیا، جسے معصیت بھی روا نہیں
(جگر مرادآبادی)

یاد رکھ سکندر کے حوصلے تو عالی تھے
جب گیا تھا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

یہ علم کا سودا یہ رسالے یہ کتابیں
اک شخص کی یادوں کو بھلانے کے لئے ہیں

یہ نظام دہر اب تبدیل ہونا چاہئے
اس کی اب توحید پر تشکیل ہونا چاہئے
یہ ہے ناقص اس کی اب تکمیل ہونا چاہئے
جاہدوا فی اللہ کی تعمیل ہونا چاہئے
(مجذوب)

یہ فلسفہ نیا نہیں یہ فلسفہ شروع سے ہے
مظلوم ہی دبا ہے اور ظالم خوشی سے ہے
(حسامی)

یہ بھی ہوا کہ صرف اندھیرے میں کاٹ دی
یہ بھی ہوا کہ صرف عشاء تک نہیں جلا
سورج ستارے چاند اسی گھر کی دین ہے
جس میں کبھی کبھی تو دِیا تک نہیں جلا
(خالد زاہد)

ترانہ

دار العلوم، دیوبند

﴿از: سلطان الادباء حضرت مولانا ریاست علی ظفرؔ صاحب بجنوری زید مجدہٗ﴾

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

یہ علم وہنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے، ہر سرو یہاں مینارہ ہے

خود ساقیٔ کوثر نے رکھی میخانے کی بنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے، دیوانوں کی روداد یہاں

جو وادیٔ فاراں سے اٹھی، گونجی ہے وہی تکبیر یہاں
ہستی کے صنم خانوں کیلئے ہوتا ہے حرم تعمیر یہاں

برسا ہے یہاں وہ ابر کرم، اٹھا تھا جو سوئے یثرب سے
اس وادی کا سارا دامن سیراب ہے جوئے یثرب سے

کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

ہر بوند ہے جس کی امرت جل یہ بادل ایسا بادل ہے
سو ساگر جس سے بھر جائیں، یہ چھاگل ایسا چھاگل ہے

مہتاب یہاں کے ذروں کو ہر رات منانے آتا ہے
خورشید یہاں کے غنچوں کو ہر صبح جگانے آتا ہے

یہ صحن چمن ہے برکھا رت ہر موسم ہے برسات یہاں
گل بانگ سحر بن جاتی ہے ساون کی اندھیری رات یہاں

اسلام کے اس مرکز سے ہوئی تقدیس عیاں آزادی کی
اس بامِ حرم سے گونجی ہے سو بار اذاں آزادی کی

اس وادیٔ گل کا ہر غنچہ خورشید جہاں کہلایا ہے
جو رند یہاں سے اٹھا ہے وہ پیر مغاں کہلایا ہے

جو شمع یقیں روشن ہے یہاں، وہ شمع حرم کا پرتو ہے
اس بزم ولی اللٰہی میں تنویر نبوت کی ضو ہے

یہ مجلس مے وہ مجلس ہے خود فطرت جس کی قاسمؔ ہے
اس بزم کا ساقی کیا کہیے جو صبح ازل سے قائم ہے

جس وقت کسی یعقوبؔ کی لے اس گلشن میں بڑھ جاتی ہے
ذروں کی ضیا خورشید جہاں کو ایسے میں شرماتی ہے

عابدؔ کے یقیں سے روشن ہے، سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا اخلاص کا ایسا تاج محل

یہ ایک صنم خانہ ہے جہاں محمودؔ بہت تیار ہوئے
اس خاک کے ذرے ذرے سے کس درجہ شرر بیدار ہوئے

ہے عزمِ حسینؔ احمد سے بپا، ہنگامۂ گیرو دار یہاں
شاخوں کی لچک بن جاتی ہے باطل کے لیے تلوار یہاں

رومیؔ کی غزل، رازیؔ کی نظر، غزالی کی تلقین یہاں
روشن ہے جمالِ انورؔ سے پیمانۂ فخر الدینؔ یہاں

ہر رند ہے ابراہیمؔ یہاں ہر میکش ہے اعزازؔ یہاں
رندانِ ہدیٰ پر کھلتے ہیں تقدیس طلب کے راز یہاں

ہیں کتنے عزیزؔ اس محفل کے، انفاسِ حیات افروز ہمیں
اس سازِ معانی کے نغمے دیتے ہیں یقیں کا سوز ہمیں

طیبہ کی مئے مرغوبؔ یہاں دیتے ہیں سفالِ ہندی میں
روشن ہے چراغِ نعمانیؔ، اس بزمِ کمالِ ہندی میں

خالقؔ نے یہاں ایک تازہ حرم اس درجہ حسیں بنوایا ہے
دل صاف گواہی دیتا ہے، یہ خلد بریں کا سایہ ہے

اس بزمِ جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوار چمن سے زنداں تک

سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہلِ جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

جو صبحِ ازل تک گونجی تھی فطرت کی وہی آواز ہیں ہم
پروردۂ خوشبو غنچے ہیں، گلشن کے لیے اعجاز ہیں ہم

اس برق تجلی نے سمجھا، پروانۂ شمع نور ہمیں
یہ وادئ ایمن دیتی ہے تعلیم کلیم طور ہمیں

دریائے طلب ہوجاتا ہے، ہر میکش کا پایاب یہاں
ہم تشنہ لبوں نے سیکھے ہیں، مئے نوشی کے آداب یہاں

بلبل کی دعا جب گلشن میں فطرت کی زباں ہوجاتی ہے
انوار حرم کی تابانی ہر سمت عیاں ہوجاتی ہے

امدادؔ، ورشیدؔ واشرفؔ کا یہ قلزم عرفاں پھیلے گا
یہ شجرۂ طیبؔ پھیلا ہے تا وسعت امکاں پھیلے گا

خورشیدؔ یہ دینِ احمدؔ کا، عالم کے افق پر چمکے گا
یہ نور ہمیشہ چمکا ہے، یہ نور برابر چمکے گا

یوں سینۂ گیتی پر روشن، اسلاف کا یہ کردار ہے
آنکھوں میں رہیں انوار حرم سینے میں دل بیدار رہے

ترانۂ دار العلوم حیدر آباد

یہ دیں کی اشاعت کا مرکز، یہ باعثِ رشک جن وملک
ہر بوند یہاں ہے درِ عدن، ہر ذرہ یہاں خورشید فلک
یہ دیں کی اشاعت کا مرکز، یہ باعثِ رشک جن وملک

یہ عاقلؔ کی ہے دیدہ وری اور فاضلؔ کا یہ گلشن ہے
نعمانؔ وغزالیؔ رازیؔ کے، افکار وحکم کا درپن ہے
یہ دیں کی اشاعت کا مرکز، یہ باعثِ رشک جن وملک

احکام خدا کی کرتے ہیں تشریح یہاں تفسیر یہاں
جو شمع نبی سے نکلی تھی وہ بنتی ہے تنویر یہاں
یہ دیں کی اشاعت کا مرکز، یہ باعثِ رشک جن وملک

ہم سکھلاتے ہیں کلیوں کو کھل جانے کا انداز یہاں
پھر بلبل کو بھی طرزِ فغاں اور پھولوں کو ہے ناز یہاں
یہ دیں کی اشاعت کا مرکز، یہ باعثِ رشک جن وملک

قدرت کے کرشمے مونس ہیں، جبریل امیں دمساز یہاں
توڑیں گے جمودِ علم وعمل وہ بستے ہیں جاں باز یہاں
یہ دیں کی اشاعت کا مرکز، یہ باعثِ رشک جن وملک

دریائے دکن کا موتی یہ، مستقبل کا شہ پارہ ہے
یہ تاج محل ہے خوابوں کا اور چشم وطن کا تارہ ہے
یہ دیں کی اشاعت کا مرکز، یہ باعثِ رشک جن وملک

اس لال قلعے سے گیتی میں اک نیا سویرا ابھرا ہے
اب جلوہ فگن ہے نور یہاں اور رات کا جادو ٹوٹا ہے
یہ دیں کی اشاعت کا مرکز، یہ باعثِ رشک جن وملک

اس خاک سے اب پھر اٹھیں گے، رومیؔ وبخاریؔ شبلیؔ بھی
یعقوبؔ وجنیدیؔ عینیؔ بھی غرناطیؔ بھی آلوسیؔ بھی
یہ دیں کی اشاعت کا مرکز، یہ باعثِ رشک جن وملک
ہر بوند یہاں ہے درِ عدن، ہر ذرہ یہاں خورشید فلک

Scanned by CamScanner